ASL-208

سرحد خیر میں اسلام کی ترویج و اشاعت میں صوفیائے کرام کا حصہ۔

ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی

انجمن تحفظ ناموس صحابہ ۱۳ مسجد قراشی حجتی پورہ گلبرگہ

1985 AD - 16 Pages.

ASL-209

انوار الاخیار

خواجہ پیر سید نورالدین صاحب گیلانی رح

ادارہ سلسلہ عالیہ قادریہ منقبتیہ النوریہ تبلیغ (59 pages)

سرزمین میں اسلام کی ترویج و اشاعت میں صوفیائے کرام کا حصہ -

ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی

انجمن تحفظ ناموس صحابہ، مسجد قریشی محمدی پورہ گلبرگہ

1985 AD - 16 Pages.

انوار الاخیار

خواجہ پیر سید نور الدین صاحب گیلانی رح

ادارہ سلسلہ عالیہ قادریہ مقبولیہ القدیریہ تطبع (59 Pages)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انوار الاخیار

من تصنیف شہادت پناہ نجابت دستگاہ

جناب میر سیّد نور الدّین صاحب گیلانی مد ظلہٗ

باہتمام

محفلِ فاروق اعظم

ادارۂ سلسلۂ عالیہ قادریہ مقبولیہ النوریہ

۳۶ - ۳۸ - گھوگھاری محلہ، بمبئی ۳

برائے ایصالِ ثواب

المرحوم اسماعیل حسام الدین پالیسکر

سلام بحضور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات

(از طبعزاد فقیر سیّد نورالدین گیلانی)

یا نبی سلام علیکم — یا رسول سلام علیکم
یا حبیب سلام علیکم — صلوٰت اللہ علیکم

شوق دیدارِ تو دارم — روز و شب در انتظارم
رحمتے فرما بکارم — یا نبی سلام علیکم

دیدۂ گریاں من بیں — سینۂ بریاں من بیں
دل پُر از عصیاں من بیں — یا نبی سلام علیکم

دیدۂ من اشک بار است — سینہ از فرقت فگار است
حالتے من خوار و زار است — یا نبی سلام علیکم

دردِ ما یاں را دَوا کن — حاجت مارا روا کن
مقصد مارا عطا کن — یا نبی سلام علیکم

دارم امید شفاعت — سایۂ دستِ حمایت
کُن بِما چشم عنایت — یا نبی سلام علیکم

گرچہ مایاں پُر گناہیم | غافل وگم کردہ راہیم
ہم ہدایت از تو خواہیم | یا نبی سلام علیکم
مرشد ما غوث اعظم | یاورِ ما در دو عالم
او کرم فرما بحالم | یا نبی سلام علیکم
جز تو ما وائے نداریم | جز تو ملجائے نداریم
رو بدرگاہے تو مے آریم | یا نبی سلام علیکم
نور دین احمد بگویت | روئے امیدش بسویت
جلوۂ بخشی زرویت | یا نبی سلام علیکم

عرض سلام بدربار حضرت سیدالاولیاء غوث الثقلین

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ،

از طبعزاد فقیر سید نور الدین گیلانی کان اللہ لہ،

السلام اے غوث اعظم السلام — السلام اے قطب عالم السلام
السلام اے محبوب سبحانی سلام — السلام اے مطلوب یزدانی سلام
السلام اے رازدار انبیاء — السلام اے تاجدارِ اولیاء
السلام اے حاکم لوح و قلم — السلام اے معدن لطف و کرم
السلام اے شمع بزم اولیاء — السلام اے صدر جمع اتقیاء
السلام اے مونسِ دلدادگان — السلام اے ناصر افتادگان
السلام اے دستگیر بے کساں — السلام اے یاور درماندگاں
السلام اے زبدۂ آلِ نبی — السلام اے قرۃ العین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
السلام اے معدن جود و سخا — السلام اے ہادی راہِ ہدا
السلام اے شیخ ارض و آسماں — السلام اے ہادی ہر انس و جاں
السلام اے مظہر لطفِ نبی — السلام اے مصدرِ علم علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
السلام اے جدِ من آقائے من — السلام اے سید و مولائے من
السلام اے عبد قادر محی الدین — سیدی اسمع سلام نور دین

السلام اے پیر و مرشد السلام — گوش فرما عرض احوالِ غلام

نے ز دنیا بہرہ دارم نے ز دیں — در جہاں افتادہ ام خوار و حزیں

لطف فرما چارۂ کارم بساز

اے در فیضت ہمیشہ ہست باز



از طبع زاد فقیر سیدؒ نور الدین گیلانی بزبان ~~اردو~~ فارسی

نور دیں بر در تو چوں سگ کوئے — بہر شاہ رسل مگرداں روئے

دین و دنیای من بکن مسعود — عافیت بخش عاقبت محمود

ظل خود دار بر سرم قائم — عز و اقبال ہم عنا دائم

عمر مارا دراز افزوں کُن — ہمچنیں عاقبت ہمایوں کُن

بس ہمیں جاہ احترام من است — گر تو گوئی مرا غلام من است

ہر زماں سوی حق پناہ من است

غوث اعظم امیدگاہ من است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ؁

از طبعزاد فقیر سید نور الدین گیلانی کان اللہ لہٗ

اے ہمارے پیشوا یا غوث پاک — دل ہو قرباں آپ پر روحی فداک
آئے ہیں خدمت میں اور ید بستہ ہیں — عاجز و مسکین اور دل خستہ ہیں
شوق دل سے آرزو ہے دید کی — روزہ داروں کو ہلال عید کی
آپ کا خادم ہے اور مشکل میں ہے — رات دن یا غوث میرے دل میں ہے
آپ کے خادم پہ مشکل آپڑا — آپ کے در کا وسیلہ ہے بڑا
اِک نگاہِ لطف ہو ہم پر حضور — تاکہ ہوں سارے مصائب ہم سے دور
گھاس ہوں لیکن ترے ہی باغ کا — زخم دل ہے وہ بھی تیرے داغ کا
گھاس ہے گل کی مہک سے مشکبو — میری عزت تیرے در کی آبرو
لاج میری وہ بھی تیری لاج ہے — خاکِ پا تیری میرا سر تاج ہے
آپ کا اولاد ہوں شاہ نور الدین — شاد کیجئے مجھ کو در دُنیا و دین
میرے سر پر آپ کا ہی ہاتھ ہو — دین و دنیا میں تمہارا ساتھ ہو

اے صبا اے پیک دور افتادگان
اشک ما بر خاک پاک اور سان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر از جناب مرزا کمال الدین صاحب شیدا

یہ میری خوش بختی ہے کہ مجھے آج سے تقریباً ۳۵ سال پہلے طالب علمی کے زمانہ میں جناب پیر سید نور الدین صاحب گیلانی کی ہم نشینی اور مجالست کا فخر حاصل رہا ہے میں اپنے چند رفقا کے ساتھ اکثر آپ کے دولتکدہ واقع ریاست ٹینگ خانیار پر آپ کی شرف صحبت سے بہرہ یاب ہونے کے لئے جایا کرتا تھا۔ آپ ابتدا سے ہی بے حد ذہین و حساس ہونے کے علاوہ علم وادب اور شعر و سخن سے شغف رکھتے تھے۔ مجھے آج بھی وہ بارونق علمی اور ادبی محفلیں یاد آتی ہیں جو کہ آپ کی قیامگاہ پر منعقد ہوا کرتی تھیں۔ آپ آج بھی انہی مکارم اخلاق سے مراسم دیرینہ کے پیش نظر گاہ دبیگانہ نیازگیں کو نوازتے ہیں۔

مقدر نے ہمیں فکر معاش میں لگایا اور آپ کی ازلی سعادت مندی دیکھیے کہ جذبہ حق طلبی و حق شناسی نے آپ کو روحانیت کے وسیع و عریض جولانگاہ میں گامزن ہونے کی دعوت دی دنیوی اشغال کے ساتھ ساتھ ہی دل کی گہرائیوں میں عشق حقیقی کی ایک درخشاں چنگاری جاگزیں ہوئی اور آپ کو ریاضات و مجاہدات پر آمادہ کیا۔ ماشاءاللہ کیوں نہ ہو، جب آپ نے اپنے خاندان کے ہی مرتاض، متقی اور متورع بزرگوں کی آغوش شفقت میں تربیت پائی آپ کے والد محترم المقام جناب میر سید محمد مقبول شاہ صاحب گیلانی مرحوم ایک عالم متبحر تھے۔ قادر الکلامی اور فصیح البیانی میں آپ یگانہ عہد تھے اور زہد و ورع اور علم و فضل کے باعث مقربین دربار آصفیہ حیدرآباد میں منسلک ہو کر اعتبار و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

سلسلۂ رشد و ارشاد اور روحانی فیوض خانوادہ عالیہ قادریہ آپ کے خاندان کے بزرگوں سے ہمیشہ جاری رہا۔ چنانچہ میر صاحب مرحوم کے زمانہ میں حیدرآباد اور دوسرے اکناف ہندوستان سے بے شمار عقیدت کیش آپ کے سلسلۂ مریدی میں منسلک ہو گئے اور روحانی فیوض حاصل کرتے رہے۔ جناب سیادت پناہ میر نور الدین صاحب

قادری بھی اپنے مرشد حقیقت آگاہ سے بیعت حاصل کر کے اس سرچشمۂ معرفت سے سیراب ہو کر اور صوفیائے کرام اور اہل اللہ عظام کی ہم صحبتی سے فیضیاب ہو کر ایک مدت سے کشمیر اور کشمیر سے باہر اپنے اسلاف کے متبع میں مسند رشد وارشاد پر تبلیغ دین قیم کے لئے سعی فرما ہیں اور جادہ پیمایان سلوک کی تربیت اور متلاشیان راہ حق کی رہنمائی میں مصروف ہیں۔

آپ نے تصوف۔ سلوک اور روحانیت کے متعلق پہلے بھی چند مفید رسالے تصنیف کر کے شائع کئے ہیں اور حلقہ بگوشان اولیاء اللہ الکاملین کے لئے تسکین قلب و روح کا سامان مہیا کیا ہے۔ یہ رسالہ بھی اولیاء اللہ جو کہ ظاہری اور باطنی فیوض کے سرچشمہ ہیں کے تذکرہ پاک سے مالامال ہے۔ اس میں ولدیت۔ تصوف۔ سلوک اور آداب سلوک و عرفاں کے کچھ انمول رموز بیان کئے گئے ہیں اور تلاش راہِ ہدا میں رہنمائی اور کسب فیوض دینی و دنیوی کے لئے مرشد کی جستجو کی اہمیت کو مؤثر انداز میں قرآن و حدیث اور بزرگوں کے ملفوظات کی روشنی میں اہل استعداد کو ذہن نشین کرنے کی بہترین کوشش کی گئی ہے۔ شعر

بے طلب بے رہبر و بے سوز و ساز　　زندگی کا کھل نہیں سکتا ہے راز

فخر ابرار حضرت میاں امیر الدین صاحب بچھکلیوال اس سلسلے میں فرماتے ہیں۔

شاہ کونین آن حسنؓ دیگر حسین　　در شباہت یا محمد عین و غین
تافت از مرآت آن شاہنشہاں !　　نور خورشید ولایت در جہاں
ہمچنیں ہر یک ز اصحاب و ز آل　　بود مرآت جمالِ ذوالجلال

ہر کہ تبعیت ز جان و دل نمود　　اوست مرآت خداوند ودود !
چون حسن چون اعجمی و چون کمیل　　مثل نور ادہم و مثل فضیل
ہمچو داؤد و چو معروف و سری　　چون جنید و شبلی و دینوری
ہمچو ذوالنون و چو شیخ بایزید　　ہمچو نوری و خرازی بوسعید
ہمچو سہل و جامی و لین عطا　　ہمچو خرقانی امام اولیاء

پیچو آں شاہنشہ با عز و جاہ — کہ ز نور اوست تاباں مہر و ماہ
شاہ جیلی آنکہ از لطف خدا — پا نہادہ بر رقاب اولیاء
چوں ضیاء الدین وچوں شیخ شہاب — کز ضیائے شاں فزوں شد آفتاب
ساخت حق آئینہ ہایش تابدار — از ہزاراں اولیائے نور بار
تا درو بیند جمالِ خویشتن ! — حضرت بیچوں خدائے ذوالمنن
اے پسر خواہی شعری مرآت ذات — جستجو کن پیر را اندر جہات
مینماید راہت از عین صفا — تا شوی از پیروان مصطفےؐ
پیروی نمایدت راہ وصال — سازدت مرآت وجہ ذوالجلال

ہمنشینی جوئے با اہل وفا — قلب شاں آئینہ حق از صفا
در ضیا بخشی جو مہر انور اند — نصرت دیاری حق را مظہر اند
نصرت از خاصانِ درگاہ آلہ — ہم ز حق باشد بچو بیگاہ و گاہ
در کلام خویش حق یا مصطفےؐ — اینچنیں فرمود از لطف و عطا
ناصرت اللہ وجبریلؑ امیں — ہم کسیے کو صالح است از مومنیں
نایب حق اندور کون و مکاں — سر نتابد مہر و مہ از امر شاں
استعانت گر ز مردانِ خدا — ناروا بودے نہ گفتے مصطفےؐ
گفت حضرؑ با مرید خویشتن — بر نتابد شمس غیر از حکم من

میر صاحب مدظلہ، نے اس رسالہ میں سالار اولیا مقتدائے اصفیا حضرت غوث ثقلین شیخ السموات والارضین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حیات پاکیزہ سے مختصر اقتباسات اور کچھ حالات حال و قال بھی قلم بند کیے ہیں۔

میں اپنی کم بضاعتی۔ کمیوں اور کوتاہیوں کے پیش نظر اس رسالۂ شریفہ کے متعلق یہ

۱ـ وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین والملائکۃ بعد ذالک ظہیرہ

چند سطور لکھنے کی کبھی جسارت نہ کرتا اگر جناب میر صاحب موصوف کی نظر رحمت نگر میرے شامل حال نہ ہوتی۔

مے پذیرند بداں را بہ طفیل نیکاں　　رشتہ زاں پس نہ دید آنکہ گہر میر گیرد

مجھے وثوق ہے کہ حلقہ اہل عقیدت ہیں اس رسالہ کو مقبولیت حاصل ہوگی اور ارباب قلب ونظر اس کے مطالعہ سے مستفید ہوں گے میں ان چند سطور کو درگاہ عالیہ غوثیہ میں بطور نذرانہ عقیدت منقبت شریف مندرجہ ذیل پیش کر کے ختم کرتا ہوں۔

منقبت

درد خور اگر دوا خواہی امیر　　قلب را گر کیمیا خواہی آمیر
رو سوئے بغداد کن نالاں و زار　　اشک ریزاں گوئے ناصد افتقار
بادشاہا دیں بناہا سرورا　　بیکساں راکس توئی در دوسرا
در غروب است آفتاب ہر کدام　　غیر شمست کوست تاباں بردوام
گشتہ ارباب سلاسل فیضیاب　　از ضیایت ہمچو مہ از آفتاب
دین احمدؐ از وجودت زندہ شد　　بر درت ہر بادشاہے بندہ شد
مظہر قدرت توئی اے دین پناہ　　قادری زاں پر ہمہ چیستر از آلہ
یا محی الدین بحالم کن نظر　　از نگاہست مے شود ایں خاک زر
زاں نظرہائے کہ ذرد راہزن　　قطب عالم گشت و یکتائے زمن
آسماں دور زمیں سخت است سخت　　گر ترحم میکنی وقت است وقت
دست من گیر اے فدایت جان و دل　　او فتادہ ستم بگل خوار و خجل
غم مخور دستت بگیرد اے آمیر　　پیر پیراں میر میراں دستگیر

(تحفۂ احمدی)

بر درت شیدائے مسکیں صبح و شام
منقبت خواں اے شہ عالی مقام

زار و ابتر خوار و مضطر بے قرار
درِ حضرت ایستادہ اشکبار

دست من گیر از کرم اے دستگیر
پشتبانا ہستی از عالم خبیر

ہرچہ دارم دادی از خوان کرم
اے شہ دنیا و دیں اے محترم

مرشد من حضرت سلطان دیں
پیر کامل میر خیل عاشقیں

شیخ ملت مصدر رشد و ھدا
شیخ حمزہ عارفاں را مقتدا

بود او با نفس خود اندر جہاد
تن پرستی را شکستے فاش داد

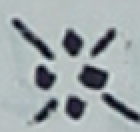
سالہا تنہا وہ پہلو بر زمیں
در غم دیں. فکر دیں، تبلیغ دیں

ہر نفس انوار قرآں مد نظر
ظلمت دل از نگہ گردو سحر

بہر آں مسند نشیں عارفیں
کن عطا سوز دل چشم یقیں!

قرۃ العین علی اے مفتخر
بخش ما را وسعت قلب و نظر

کمتریں مرزا کمال الدین غلام اہلِ حال!
رہزہ چیں بغداد کا پروردۂ خوان جلال



تقریظ از قلم پروفیسر محمد طیب صدیقی ضیغم

ایم اے۔ بی ٹی (علیگ) ایم اے (آنرز) ایچ او (پنجاب)

راقم نے جناب سیادت پناہ نجابت دستگاہ جناب سید نورالدین صاحب گیلانی کی (خداوند کریم ان کی ذات ستودہ صفات تادیر مسترشدین کے رشد وارشاد اور طالبان راہ حق کی ہدایت اور عوام کی فیض رسانی کے لئے زندہ وپائندہ رکھے اور استفادہ اور استفاضہ کرنے والوں کو ان سے مستفید ومستفیض کرے) یہ تالیف اول سے آخر تک پڑھ کر اس میں کہیں کہیں اضافہ کرنے سے اپنی بے بضاعتی اور ہیچمدانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس میں نظر ثانی کی۔ صاحب موصوف نے سلوک وطریقت کے سمندر کو کوزے میں بھر کر اس بے دینی، مغرب زدگی اور دہریت کے دور میں عقیدت مندوں کے لئے بالخصوص اور عامۃ المسلمین کے لئے بالعموم ایک بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ اللہ ان کو اجر جزیل عطا فرمائے، کیوں نہ ہو ان کے بزرگوار آباء واجداد نے اور بزرگ اسلاف نے رشد وارشاد سے نہ صرف وادیٔ کشمیر کو بلکہ سارے برِ اعظم پاکستان وہند کو منور فرمایا ہے اور اپنی ریاضت ومجاہدہ سے کشمیر کے ایک ویران اور دور افتادہ گوشہ کو "ریاضت ٹینگ" کا نام دیا ہے اور وہاں سے اسلام اور ایمان کی ضیاباری کرتے ہوئے حیات ابدی اور سرور سرمدی حاصل کیا۔

میں مولف رسالہ ھذا کو اپنی جوانی کے ایام سے جانتا تھا جب کہ وہ شعر وسخن کے ساتھ شغف رکھتے تھے اور اسی وقت میرے دل میں حضرت سعدیؒ کی یہ رباعی گونج رہی تھی

بالائے سرش ز ہوشمندی ۔۔۔ تافت ستارہ بلندی

دوشت چو بدیدہ رقتم آں ماہ ۔۔۔ بوسیدہ سرش زار جمندی

اور میرا اندازہ صحیح نکلا، اب میں نے بھی پیرانہ سالی میں قدم رکھا ہے اور صاحب موصوف بھی شیخوخیت اور شیخیت کے مقام پر منازل سلوک طے کر کے پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے اپنا پرانا شغل سخن دری خیر باد کہہ کر ارشاد کے سجادہ کو زینت دے کر تصنیف وتالیف

کی طرف توجہ کی ہے۔ اللہ دے زور قلم اور زیادہ۔
انھوں نے مختلف رسائل کے ذریعہ اسلام، اعتقاد مسلک، اور طریقت کے اصول پر روشنی ڈالنے کا کام سرانجام دینا شروع کیا ہے۔
آج کل کے نوجوانوں کی آنکھیں لادینی اور مغرب کے قمار بازوں کی ساحری کی چمک دیکھ کر چکا چوند ہو رہی ہیں، کمیونزم اور دہریت نے ان کے دماغوں کو ماؤف کر کے اصول اسلام اور تاریخ کے مطالعہ سے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت حکیم امت علامہ اقبال رح بھی یہ دیکھ کر پکار اٹھے۔

نوجوانان تشنہ لب خالی ایاغ
شستہ رو تاریک جاں روشن دماغ

کم نگاہ و بے یقین و ناامید
چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید

ہم مسلمانانِ افرنگی مآب
چشمۂ کوثر بجویند از سراب

بے خبر از سرّ دین اند این ہمہ
اہلِ کین اند اہلِ کین اند این ہمہ

کرگساں را رسم و آئیں دیگر است
سطوت پرواز شاہیں دیگر است

ایسے ایک تاریک دور میں روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا (ان کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ اس بیماری میں اضافہ کرتا ہے) دوائی کے کیمیا اثر نسخہ جات کی اشد ضرورت ہے۔

ما ہنوز اندر ظلام کائنات
او شریک اہتمام کائنات

آفتاب کائنات اہل دل
از شعاع او حیات اہل دل

اول اندر نار خود سوز و ترا
باز سلطانی بیاموزد ترا

چون بدن از قحط جاں ارزاں شود
مرد حق در خویشتن پنہاں شود

در نیابد جستجو آں مرد را
گرچہ بیند روبرو آں مرد را

تو مگر ذوق طلب از کف مدہ
گرچہ در کار تو افتد صد گرہ

گر نیابی صحبت مرد خبیر
از اب وجد آنچہ من دارم بگیر

پیر رومی را رفیق کار ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

دوائی کے نسخہ جات کیا ہیں ؟ آیات کلام اللہ، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار واقوال اولیاء اللہ الکرام رضی اللہ عنہم اجمعین ۔ جو مؤلف نے اس کتابچہ میں بمعہ تشریح وتفسیر درج کر دیئے ہیں ۔ اور ساتھ حضرت سید الاولیاء جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح حیات ان کے ساتھ ضم کردی ہے ۔ یہ کتابچہ ایک نسخہ ہے جو توقع ہے کہ قلب وروح کے مریضوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا اور مسلمانوں کو افراط وتفریط سے بچ جانے اور صراط مستقیم اور طریق قدیم پر چلنے کے لئے ایک مشعل کا کام دے گا ۔ وباللہ التوفیق

محمد طیب صدیقی ضیغم
ریٹائرڈ پروفیسر فارسی

صدیقی منزل ۔ چوک رعنا دلدی
سری نگر
۱۵ مارچ ۱۹۶۶ء

هُوالقادر

پیش کش

ملں اس کتابچہ کو اپنے پیرو مرشد سیادت پناہ معارف آگاہ شمس العلماء قدوۃ العرفا زبدۃ المحققین۔ مرشد السالکین حضرت سیدی و مولائی پیر سید مہر علی شاہ صاحب قادری چشتی سجادہ نشین گولڑہ شریف راولپنڈی قدس اللہ سرہٗ افاض علینا برہ کے نام نامی اور اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔ حضرت ممدوح کی ذات بابرکات محتاج تعریف و تعارف نہیں ان کی ذات ستودہ صفات عرب و عجم میں مشہور و معروف ہی نہیں بلکہ ان کی فضیلتیں اظہر من الشمس و ابہر من الامس ہیں اور ان کی فیض باری نے لاکھوں فرزندان توحید کو عرفان کا راز دار بناتے ہوئے مقام شہود تک پہنچایا ہے۔ حضرت ممدوح کے ذکر کے ساتھ ساتھ میں اپنے خلیفہ اول زبدۃ العرفا عمدۃ الصلحا۔ کاشف رموز معرفت الٰہی مبلغ شریعت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت دستگاہ، حقیقت آگاہ الحاج ابوبکر موسیٰ جوہری القادری النوری نور اللہ مرقدہٗ کا تذکرہ کرنا تصور کرتا ہوں۔ جن کی مبارک ہستی حیات جاوید ہے۔ موصوف اپنے اوصاف حمیدہ اور اخلاق برگزیدہ سے شہر بمبئی، کوکن اور اکثر اطراف بلاد پاک و ہند میں مشہور و معروف ہیں ان کے انفاس طیبہ کے فیوض سے ہزارہا مخلوق فیضیاب و مستفید ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ ان کے وصال کے بعد بھی زائر متوسلین دونوں حضرات موصوف کے فیضان باطنی سے تا ابد بہرہ یاب ہوتے رہیں گے۔ حضرت موصوف کی یاد تا دیر تازہ رہنے کے لئے اگرچہ ان کے خلفاء اور مسترشدوں کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا لیکن بفحوائے عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ (نیکو کاروں کی ذکر کرنے کے اثنا میں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے) سے ان کی یاد تازہ رہے گی لیکن راقم کو اس رسالے کی ترتیب و تالیف سے رجاء واثق ہے کہ ان کی یاد سے ان کے فیوضات و برکات مریدین کو عموماً اور فقیر سراپا تقصیر کو خصوصاً پہنچتے رہیں گے۔ اسی غرض کو مدنظر رکھ کر رسالہ ہذا کی تالیف و ترتیب بعون اللہ المجیب عمل میں آئی۔

فقیر کے خیال کے مطابق بغیر عنایت الٰہی اور سوائے امداد اولیاء اللہ مرد مومن کے لیئے صلاح و فلاح دارین ممکن نہیں جو کہ الحمد اللہ موافق آیات کلام اللہ۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اقوال مجتہدین و ملفوظات علماء ربانی یہ صحیح و ثابت ہے بقول پیر رومی علیہ الرحمہ

ذرۂ چشم عنایت بہتر است ۔ از ہزاراں کوشش و طاعت پراست
بے عنایات حق و خاصان حق ! ۔ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق
قال را بگزار و مرد حال شو ۔ پیش مرد کاملے پامال شو
خاک شو مردان حق را زیر پا ۔ خاک سر کن حسد را ہمچو ما
دیدہ روشن کن ز خاک اولیا ۔ تا بہ بینی ز ابتدا تا انتہا
بوالحکم نامش بد و بوجہل شد ۔ اے بسا کیں از حد نا اہل شد
آں ابوجہل از محمد ننگ داشت ۔ خویش را بالائے مستی مے فراشت

آج کل کے بعض علمائے ظاہر جن کے بارے میں شو تحت ادیم السماء آیا ہے اولیاء اللہ کی ذات بابرکات سے عوام الناس کو بدظن کرنے اور کرانے میں پوری سعی و کوشش میں معروف ہیں لیکن "نور خورشید در جہاں فاش است آفت از ضعف چشم خفاش است" اور "گر نہ بیند بروز شپرہ نور چشمۂ آفتاب را چہ گناہ" کے مصداق اولیاء اللہ الکرام نور افشانی اور فیض رسانی کرتے ہیں۔ مہ فشاند نور و سگ عو عو کند" کے مضمون کے مطابق ایسے علماء منہ کی کھاتے ہیں لیکن خاصان خدا کے عالی مرتبہ اور بلند مقام میں کسی قسم کی کمی اور کمزوری نہیں آتی اور ان کے مزارات مقدسہ زائرین سے روز بروز معمور اور رونق اور شان میں بقعہ نور بن جاتے ہیں جو کہ ہر چھوٹے بڑے۔ مرد عورت عالم اور جاہل پر واضح و لائح ہے۔ مولوی معنوی فرماتا ہے۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن ۔ روئے خود را جانب دلدار کن
بے نشاں را کس نیابد از مخصوص ۔ ہم نیابد از فتوحات و فصوص
عمر را ضائع مکن در گفتگو ۔ گفتگو در پردہ ہائے تو بتو
پردہ ہائے تو بتو در دم بسوز ۔ تا بہ بینی روئے آں فیروزہ روز
ہر کہ روئے یار در دنیا ندید ۔ ہم نہ بیند روبہ عقبے اے مرید
مولوی گشتی و آگہ نیستی ۔ خود کجا و از کجا و کیستی

چوں زخود واقف نرائے بے شعور — لس بنابد بر جنیں علمت غرور
ہر کہ او دربند قال وقیل شد — ہمچو فرعون غرقہ اندر نیل شد
قیل وقالت کار ناید، ہیچ رو — معرفت حاصل کن اے لبیار گو!
چند خوانی حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیاں رہم بخواں
دل منور کن بہ انوار جلی — چند باشی کاسہ لیس بو علی
ایں ہمہ علمے زتعلیم حق است — نے زجد وجہد نے از لق لق است
ما مریدانیم شاگردانِ حق — علم ما از علم حق گیرد سبق

علوم معرفت الٰہی اور طریقت اور علم معرفت النفس کتابوں کے مطالعہ اور درس وتدریس ظاہری سے حاصل نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان علوم کے حصول کے لئے مرشد کامل کی رہبری اور تلقین ضروری ہے مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج کل کے بعض حضرات اس اصول کے قائل نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ معرفت الٰہی اور نفس شناسی کے رازوں سے محروم و بے بہرہ رہتے ہیں جس مضمون کو امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے ہماری غفلت دور کرنے کے لئے بہترین الفاظ میں یوں فرمایا ہے۔

ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا — سوا ان جمعنا فیہ ما قال وما قیل

حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

علم ظاہر کے کند در دل اثر — خوشتر آں علمے کہ گیری از نظر

اپنے فرزند جاوید اقبال کو بطور وصیت فرماتے ہیں۔

چوں بدن از قحط جاں ارزاں شود — مرد حق در خویشتن پنہاں شود
چوں نیابی صحبت مرد خبیر — از اب وجد آنچہ من دارم بگیر
پیر رومی را رفیق کار ساز — تا خدا بخشد ترا سوز و گداز
سوز او را از نگاہِ من بگیر — یا از آہِ صبحگاہِ من بگیر
صورت ظاہر نمے آید بکار — باطنے باید مبرا از غبار

جوہری صاحب ممدوح الصدر نے فقیر سے بیعت کی تھی اور فقیر نے ان کو حسب منشا وایمائے دربار غوثیہ خلافت بھی عطا کی تھی، فقیر کے اور بھی خلفاء ہیں جو کہ بلاد ہندستان، بمبئی، کوکن، حیدرآباد دکن وغیرہ میں موجود ہیں اور خلق اللہ کو رشد وارشاد اور سلوک وطریقت

یہما رہبری کرتے ہیں مگر ان سب خلفاء میں جوہری صاحب موصوف کی شان نرالی تھی اور ان کی ذات بابرکات مجمع الصفات تھی اللھم اجعل مقامھم مع الذین انعمت علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا۔

اس تمہید کے ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ الکرام کے کچھ مختصر اور مفید پاکیزہ حیات طیبہ کے حالات۔ ان کی وہبی اور خداداد قوت۔ ان کی حیات ابدی ان کی ذات بابرکات سے استعانت کرنا۔ ان سے مدد مانگنا۔ ان کی دادخواہوں کی فریاد رسی کرنا۔ ان میں عطائی طاقت اور قوت ہونا جس سے وہ خلق اللہ کی حیات ظاہری میں اور بعد وصال حاجت برآری اور مشکلات کی عقدہ کشائی کرتے ہیں۔ عوام الناس کے افہام کے مطابق بمصداق مشتے نمونہ از خروارے تحریر کروں۔ اگرچہ یہ کام فقیر کے استعداد علمی سے بہت بالاتر ہے۔ کیونکہ فقیر نہ کوئی عالم نہ قاضی، نہ مفتی، نہ محقق، نہ مفکر اور نہ فقیہ ہوں بلکہ فقیر علماء عاملین وعرفاء کاملین کا ایک ادنی خادم اور خاصان خدا اور محبوبان رب العلا کا ایک نام لیوا خاکسار اور کفش بردار غلام ہوں۔ فقیر کے پاس سوائے ندامت عجز وانکسار اور بے بسی کے اور کوئی عمل نہیں ہے۔ مگر مشایخان عظام اور اولیاء کرام کا جانشین ہوں۔ نسبت کے سوا اور کوئی اہلیت یا صلاحیت نہیں رکھتا ہوں لیکن بشارت وکان ابوھما صالحاً صلاحیۂ اب تورث للولد ولو طفی وکان ابوھما صالحا بفحوائے الصالحون للہ والطالحون لی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے امیدواری ہے کہ ان کی برکت۔ شفاعت اور عنایت وحمایت میرے شامل حال رہے گی۔

بقول مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ

سادات معظم اند بقول سیخبلی الصالحون للہ والطالحون لی

فقیر کو رجاً واثق ہے کہ اسلاف کرام کے طفیل فقیر کو حیات طیبہ نصیب ہو کر اللہ تعالی دولت ایمان سے مشرف فرمائے گا۔

امید است آناں کہ طاعت کنند کہ بے طاعتاں را شفاعت کنند
شنیدم کہ در روز امید و بیم بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

(سعدی علیہ الرحمہ)

ریاضت ٹینگ خانیار   فقیر پیر سید نور الدین گیلانی

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ لا ھلھا معروضۃ

یا ایھا الاخوانی واخلائی فی الطریقہ والناظرین الکرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ھداکم اللہ بحسن الھدایہ ووفقکم اللہ بمعرفۃ النفس و بمعرفۃ اللہ تعالیٰ خالق الارض والسمٰوٰت والعرش العظیم والاستقامۃ علی صراط المستقیم ومنھج القویم ونور اللہ قلوبکم بنور العشق والمحبۃ حبیب اللہ الذی اول من خلق اللہ نورہ وخلق نورہ الشمس والقمر صاحب التاج والمعراج صاحب الخلق العظیم لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم ۔ھو نبی حی روح جسد الکونین وعین حیات الدارین برزق بجسدہ الشریف شاھد باعمال امۃ حاضر وناظر فی کل وقت وحین کما قال اللہ تعالیٰ ۔انا ارسلنک شاھدًا ومبشرًا ونذیرا وقال ویکون الرسول علیکم شھیدا ویعطی اللہ بیدہ الشریفۃ جمیع نعمانہ لامۃ کما قال النبی واللہ یعطی و انا قاسم ۔اللھم صل علیہ وعلی الہٖ واصحابہ واولیاء امۃ سیما علی سید الاولیاء وسند الاتقیاء شیخ السمٰوٰت والارضین شیخ الجن والانس سیدنا ومولانا ومرشدنا الشیخ محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الجیلانی المکین الامین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی جمیع اولیاء المقربین قال النبی الشیخ فی قومہ کالنبی فی امۃ

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اللھم ثبتنا وایاکم علی الصراط المستقیم واملا قلوبنا وقلوبکم بمحبۃ حبیبہ صلعم بعشق وبمحبۃ اولیائہ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوٰۃ الدنیا والاخرۃ وقال النبی صلعم

فی حدیث قدسی قال قال اللہ تعالیٰ الاإنَّ اولیائی تحت قبائی لا
یعرفهم غیری قال النبی صلعم من اذا ‌لی ولیا فقد اذ نتہ بالحرب دهم قوم
لا یشقی جلیهم ولا یخیب اینهم حدیث قدسی ہے مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ مُتَقَرِّبٌ
بِمِثْلِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ
حَتّٰی اُحِبَّهُ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّرِجْلًا فَبِیْ
یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ جو فرائض میں نے بندے
پر عائد کئے ہیں ان کی ہی ادائیگی سے ایک تقرب چاہنے والا میرا مقرب نہیں بن سکتا اور ہمیشہ بندہ
نوافل کی ادائیگی سے میرا مقرب بن سکتا ہے یہاں تک کہ مجھ میں اس کی محبت ہو جاتی ہے اور جب
وہ میرا محبوب بن گیا میں ہی اس کے کان، اس کی آنکھیں اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں بن جاتا
ہوں پس وہ مجھ سے ہی سنتا ہے، مجھ سے ہی دیکھتا ہے۔ میرے سے ہی بولتا ہے اور مجھ سے ہی
کام کرتا ہے اور مجھ سے ہی چلتا ہے۔ (ارشاد المریدین۔ دستور السالکین)

وَقَدْ کَانَ اَهْلُ التَّوَرُّعِ مِنْ عُلَمَاءِ الظَّاهِرِ مُقِرِّیْنَ بِفَضْلِ عُلَمَاءِ الْبَاطِنِ
وَاَرْبَابِ الْقُلُوْبِ اَیْ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ وَکَانَ الشَّافِعِیُّ یَجْلِسُ بَیْنَ یَدَیْ شَیْبَانَ
کَمَا یَجْلِسُ الصَّبِیُّ فِی الْمَکْتَبِ وَیَسْأَلُهٗ کَیْفَ نَفْعَلُ فِیْ کَذَا وَکَذَا فَیَقَالُ لَهٗ
مِثْلُكَ یَسْأَلُ هٰذَا الْبَدَوِیَّ فَیَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا وُفِّقَ لِمَا عَلِمْنَاهُ وَکَانَ
اَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ وَیَحْیٰی ابْنُ مُعِیْنٍ یَخْتَلِطَانِ اِلٰی مَعْرُوْفِ الْکَرْخِیِّ وَلَمْ
یَکُنْ فِیْ عِلْمِ الظَّاهِرِ بِمَنْزِلَتِهِمَا وَکَانَ یَسْأَلَانِهٖ کَیْفَ نَفْعَلُ وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ
صلعم لَمَّا قِیْلَ لَهٗ کَیْفَ نَفْعَلُ اِذَا جَاءَنَا اَمْرٌ لَمْ نَجِدْهُ فِیْ کِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ
فَقَالَ سَلُوا الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلُوْا شُوْرٰی بَیْنَهُمْ وَلِذٰلِكَ قِیْلَ عُلَمَاءُ
الظَّاهِرِ زِیْنَةُ الْاَرْضِ وَالْمُلْكِ وَعُلَمَاءُ الْبَاطِنِ زِیْنَةُ السَّمَاءِ وَالْمَلَکُوْتِ
قَالَ اَبُوْ یَزِیْدَ الْبُسْطَامِیُّ صَحِبْتُ اَبَا عَلِیِّ السِّنْدِیِّ فَکُنْتُ اُلَقِّنُهٗ مَا یُقِیْمُ
فَرْضَهٗ وَکَانَ یُعَلِّمُنِی التَّوْحِیْدَ وَالْحَقَائِقَ صِرْفًا (احیاء العلوم)

علماء ظاہر میں سے پرہیز گار علماء باطن اور صاحب دلوں یعنی اولیا اللہ کی فضیلت
کا اعتراف کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ باوجود اتنے علم ظاہر کے حضرت شیبان راعیؒ کے سامنے

اسی طرح مودب بن کر بیٹھتے تھے جس طرح شاگرد مدرسہ میں استاد کے سامنے بیٹھتا ہے اور ان سے پوچھتے تھے کہ ہم ایسے ایسے امور میں کیا کریں. اس پر امام شافعی رح پر اعتراض کیا جاتا تھا کہ آپ جیسا عالم اس گنوار گڈریئے سے مسئلے پوچھتے ہیں تو وہ جواب دے دیتے تھے. کہ اس آدمی نے ہمیں عالم بننے میں مدد دی (یعنی مسائل کے حل میں ان کے جوابات سے ہمیں علم حاصل کرنے میں مدد ملی) اسی طرح امام احمد حنبل رح اور یحیی ابن معین حضرت معروف کرخی رح کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور حضرت معروف رح علم ظاہر میں ان دونوں کے مرتبے کے برابر نہیں تھے اور وہ دونوں اس سے پوچھتے تھے کہ ہم کیا اور کیسے کریں تو اس نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ان سے پوچھا گیا کہ ہم اس وقت کیا کریں جب ہمارے پاس کوئی ایسا معاملہ پیش ہو جو ہم قرآن اور حدیث میں نہ پائیں. تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نیکوکاروں سے پوچھو اور ان کے ساتھ مشورہ کرو اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ علماء ظاہر زمین اور ملک کے لئے زینت ہیں اور علماء باطن یعنی اولیاء اللہ آسمان اور فرشتوں کی زینت ہیں. حضرت بایزید بسطامی رح نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابو علی سندی کے ساتھ صحبت کی۔ میں اسے وہی باتیں سکھاتا تھا جن سے وہ فرائض قائم رکھ سکے اور وہ مجھے توحید اور خالص حقائق کی تعلیم دیتا تھا۔ (احیاء العلوم اور عوارف المعارف)

اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اَیْ اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ هُمُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ الْخَلْقَ اِلَی اللّٰهِ وَیُحَذِّرُوْنَهُمْ عَنْ غَیْرِ اللّٰهِ یَتَوَاصَوْنَ بِالْاِقْبَالِ عَلَی اللّٰهِ وَتَرْكِ الْاِشْتِغَالِ لِغَیْرِ اللّٰهِ یَاْمُرُوْنَ نُفُوْسَهُمْ بِالْتِزَامِ الطَّاعَاتِ یَحْمِلُهُمْ اِیَّاهَا عَلٰی سُنَنِ الْاِسْتِقَامَةِ وَیَنْهَوْنَ نُفُوْسَهُمْ عَنِ اتِّبَاعِ الْمُنٰی وَالشَّهَوَاتِ بِتَرْكِ التَّفْرِیْجِ (التفریج) فِیْ اَوْطَانِ الْغَفْلِ وَمَا یَعُوْدُوْهُ عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَالْاِسْتِنَامَةِ نُفُوْسُهُمْ فِیْ مَنَازِلِ الْخِدْمَةِ سَیَّارَةٌ وَّاَرْوَاحُهُمْ فِیْ فَضَاءِ الْقُرْبِ طَیَّارَةٌ مَذَاهِبُهُمْ فِی الْعُبُوْدِیَّةِ مَشْهُوْدَةٌ وَاَعْلَامُهُمْ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ مَنْشُوْرَةٌ یَقُوْلُ الْجَاهِلُ بِهِمْ فُقِدُوْا وَمَا فُقِدُوْا وَلٰكِنْ سَمَتْ اَیْ عَلَتْ اَحْوَالُهُمْ فَلَمْ یُدْرَكُوْا وَعَلَا مَقَامُهُمْ فَلَمْ یُمْلَكُوْا كَانِیِیْنَ بِالْجِسْمِ بَائِنِیْنَ بِقُلُوْبِهِمْ عَنْ اَوْثَانِ الْحَدَثَانِ وَاَرْوَاحُهُمْ حَوْلَ الْعَرْشِ تَطُوْفُ وَقُلُوْبُهُمْ مِنْ خَزَائِنِ الْبِرِّ اَصْنَافٌ اَیْ نَصِیْبٌ یَتَمَتَّعُوْنَ

بالخدمة في الدياجد ويتلذذون من وهيج الطلب او من حدة
بظماء الهواجري بعطشها تسلوا بالصلوات عن الشهوات وتعوضوا
بحلاوة التلاوة عن اللذات يلوح من صفحات وجوههم بشر الوجدان
وينم اي يدل على مكنون سرائرهم نضارة العرفان لا يزال في كل عصر
وزمان منهم علماء قايمون بالحق داعون الخلق منحوا اي اعطوا
بحسن المتابعة رتبة الدعوة وجعلوا للمتقين قدوة اي اماما
فلا يزال في الخلق اثارهم وتزهر في الآفاق انوارهم من نعتدى
بهم اهتدى ومن انكرهم ضل واعتدى اى ظلم۔

(تفسیر قشیری۔ احیاء العلوم۔ عوارف المعارف۔ دستور السالکین)

اولیاء اللہ نیکیوں کا حکم دینے والے اور برے اور ممنوع کاموں سے روکنے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو مخلوق کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور غیر اللہ سے ڈراتے ہیں اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی نصیحت اور وصیت کرتے ہیں غیر اللہ کے ساتھ اشتغال کے ترک کرنے کی تلقین کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو ہمیشہ عبادات میں مصروف رہنے کا حکم دیتے ہیں اور اپنے آپ اور نفس کو ثابت قدمی کی روش پر چلنے پر مجبور کرتے ہیں اپنے نفسوں کو آرزوں اور خواہشات پر چلنے سے باز رکھتے ہیں اس طرح کہ معقولات کی سرزمینوں میں بلند پروازی کرنا اور تفریح کرنا ترک کرتے ہیں اور سوال کرنے (کسی سے کچھ مانگنے) اور آرام و آسائش کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے نفس خدمت کے منازل میں سیر کرتے ہیں اور ان کی روحیں قرب الٰہی کی فضاؤں میں پرواز کر رہی ہیں۔ خدا کی بندگی کرنے میں ان کے طریقے مشہور ہیں اور ان کے جھنڈے دنیا کے اطراف و اکناف میں ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں نادان کہتا ہے کہ وہ ناپید ہو گئے حالانکہ وہ ناپید نہیں ہوئے بلکہ ان کے مقامات اور احوال بلند ہو گئے اور جاہلوں نے ان کو نہ سمجھا اور ان کے درجے بالاتر ہو گئے اور عوام ان تک نہ پہنچے۔ وہ جسمانی طور پر موجود ہیں اور حادثات کی گندگیوں سے وہ دور رہتے ہوئے دلوں سے آشکارا ہو گئے۔ ان کی روحیں عرش کے گرد گھومتی ہیں اور ان کے دل نیکیوں کے خزانوں سے معمور یعنی بہرہ ور ہیں وہ اندھیری راتوں میں خدمت کرنے میں لذت پاتے ہیں اور طلب کے راستوں میں دوپہر شدت گرمی یعنی پیاسے ہونے میں لطف محسوس

کرتے ہیں نمازوں کے ذریعہ خواہشات نفسانی کو تسکین دیتے ہیں اور تلاوت قرآن کی لذت سے دنیوی لذتوں کا بدلہ پاتے ہیں۔ ان کے چہروں سے وجدان اور معرفت کی خوشی اور بشارت نمودار ہے اور عرفان کی تروتازگی ان کے پوشیدہ رازوں کی غمازی کرتی ہے، ہر زمانے اور ہر دور میں ان میں سے علمائے ربانی موجود رہیں گے۔ جو حق کو قائم رکھیں گے اور مخلوق کے راہِ حق میں معاون و مددگار ہوں گے ان کے حسن متابعت کی وجہ سے دعوت کا مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔ اور وہ پرہیزگاروں کے رہنما اور پیشوا قرار پاتے ہیں۔ اس لئے مخلوق کے اندر ان کے آثار ہمیشہ رہیں گے۔ اور کائنات میں ان کے انوار چمکیں گے۔ جو شخص ان کی پیروی کرے گا وہ ہدایت پائے گا۔ جو ان کا انکار کرے گا گمراہ ہوگا اور اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔

اِصْحَبُوْا مَعَ اللّٰہِ فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِیْعُوْا اَنْ تَصْحَبُوْا مَعَ اللّٰہِ فَاَصْحِبُوْا مَعَ مَنْ یَصْحِبِ اللّٰہِ لِتُوْصِلَکُمْ بَرَکَۃَ صُحْبَتِہِمْ اِلٰی صَحْبَۃِ اللّٰہِ (قول شیخ ابوبکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ۔ دستور السالکین)

خدا کے ساتھ صحبت رکھو اور اگر خدا کے ساتھ تمہیں صحبت رکھنے کی طاقت نہیں تو ان لوگوں کے ساتھ صحبت رکھو جو خدا کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں، تاکہ ان کی صحبت کی برکت تم کو خدا کے ساتھ صحبت رکھنے کے مقام پر پہنچا دے۔

قَالَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْعُلَمَاءُ ثَلَاثَۃٌ عَالِمٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَیْسَ بِعَالِمٍ بِاللّٰہِ وَعَالِمٌ بِاللّٰہِ لَیْسَ بِعَالِمٍ بِاللّٰہِ وَعَالِمٌ بِاللّٰہِ لَیْسَ بِعَالِمٍ بِاَمْرِ اللّٰہِ وَعَالِمٌ بِاللّٰہِ وَعَالِمٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَہٰذَا الثَّالِثُ مِنَ الْکُبَرَاءِ الَّذِیْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم لِاَبِیْ جُحَیْفَۃَ رض جَالِسْہُمْ فَاِنَّ رُؤْیَتَہُمْ دَوَاءٌ وَمُجَالَسَہُمْ شِفَاءٌ

(اقوال حضرت عیسٰی۔ دستور السالکین)

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء تین قسم کے ہیں ایک وہ جو امر اللہ کے عالم ہیں لیکن وہ اللہ کے عالم نہیں ہیں۔ دوسرے وہ جو اللہ کے عالم ہیں لیکن امر اللہ کے عالم نہیں۔ تیسرے وہ جو خدا کے بھی عالم ہیں اور امر اللہ کے بھی عالم ہیں۔ علماء کی یہ تیسری قسم ان اکابر اولیاء اللہ کی ہے جن کی نسبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جحیفہ کو فرمایا کہ ان کے ساتھ بیٹھو۔ کیونکہ ان کے دیدار میں دوا اور صحبت میں شفا ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صلعم لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَبْقٰی فِی الْاَرْضِ مَنْ یَقُوْلُ اللّٰہ اللّٰہ (دستور السالکین تفسیر قشیری۔ تفسیر زاہدی۔ احیاء العلوم)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا شخص یعنی ولی خدا باقی اور زندہ ہوگا۔

اَلْوَسِیْلَۃُ اِلَی اللّٰہِ التَّقَرُّبُ اِلَی الْفُقَرَاءِ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صلعم مَنْ اَرَادَ اَنْ یَجْلِسُ مَعَ الْاَنْبِیَاءِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ الْعُلَمَاءِ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَجْلِسُ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ الْفُقَرَاءِ اَیْ اَوْلِیَاءُ اللّٰہ (تفسیر قشیری۔ احیاء العلوم۔ دستور السالکین)

خدا کی طرف جانے کا سب سے بڑا ذریعہ فقیروں سے تقرب حاصل کرنا ہے جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نبیوں کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ عالموں کی صحبت اختیار کرے اور جو شخص اللہ کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے وہ فقراء یعنی اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھے۔

رَوَی الْھَمْدَانِیُّ فِیْ حَدِیْثِ الطَّوِیْلِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم یَا اَبَاذَر رض اَتَدْرِیْ غَمِّیْ وَفِکْرِیْ وَاِلٰی اَیِّ شَیْءٍ اشْتِیَاقِیْ فَقَالَ الصَّحَابَہ اَخْبِرْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم بِغَمِّکَ وَفِکْرِکَ ثُمَّ قَالَ اٰہ وَاشَوْقَا اِلٰی لِقَاءِ اِخْوَانِیْ یَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ شَانُھُمْ شَانُ الْاَنْبِیَاءِ وَھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ بِمَنْزِلَۃِ الشُّھَدَاءِ یَفِرُّوْنَ مِنَ الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّھَاتِ وَالْاِخْوَانِ وَالْاَخْوَاتِ اِبْتِغَاءً لِمَرْضَاتِ اللّٰہِ یَجْمَعُوْنَ فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ مَغْمُوْمِیْنَ مَحْزُوْنِیْنَ مِنْ حُبِّ اللّٰہِ قُلُوْبُھُمْ اِلَی اللّٰہِ وَرُوْحُھُمْ مِنَ اللّٰہِ وَعِلْمُھُمُ اللّٰہُ الْحَدِیْثُ اِلٰی قَوْلِہٖ یَا اَبَاذَر رض اِنِّیْ مُشْتَاقٌ اِلٰی لِقَاءِھِمْ ثُمَّ اَطْرَقَ رَاْسَہٗ مَلِیًّا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ وَبَکٰی حَتّٰی اَفَاضَتْ عَیْنَاہُ فَقَالَ وَاشَوْقَا اِلٰی لِقَاءِ اِخْوَانِیْ الْحَدِیْثُ اِلٰی قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَقَرَّ عَیْنِیْ بِھِمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثُمَّ قَرَاَ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (نور المعالی شرح الامالی۔ دستور السالکین)

ہمدانی رح نے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر رض کیا تو میرے غم اور فکر کو جانتا ہے اور مجھے کس چیز کا شوق ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رض نے کہا آپ اپنے غم اور فکر کو بیان فرمایئے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ ہائے مجھے اپنے ان بھائیوں سے ملنے کا شوق ہے جن کا شان میرے بعد نبیوں کا شان ہوگا۔ اور وہ اللہ کے پاس شہیدوں کا درجہ رکھتے ہوں گے۔ جو اللہ کی رضا کے لئے اپنے ماں۔ باپ بھائیوں اور بہنوں سے دور بھاگتے ہوں گے اور اللہ کے عشق میں اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مغموم و محزون ہوں گے۔ ان کے دل اللہ کی طرف۔ ان کی زندگانی خدا سے ہوگی اور ان کا علم خدا کے لئے ہوگا یہ حدیث آپ کے اس قول تک جا رہی ہے کہ اے ابوذر رضؓ میں انہیں لوگوں کی زیارت کا مشتاق ہوں، پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکا لیا۔ اور اس کے بعد سر مبارک اٹھا لیا، اور رونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کی دونوں چشمان مبارک آنسو سے بھر گئیں۔ پھر فرمایا کہ مجھے انہی بھائیوں کی ملاقات کا کتنا شوق ہے۔ حدیث آپ کے اس فرمان تک ہے کہ ان لوگوں سے میری آنکھیں قیامت میں ٹھنڈی ہوں گی۔ اور اس کے بعد اس آیت کو پڑھا" یاد رکھو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی اندیشہ ہے نہ ڈر اور نہ وہ کبھی غمگین ہوتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالُوْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اٰلُ مُحَمَّدٍ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَقَدْ سَاَلْتُمُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ مَاسَاَلَہُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبْلَکُمْ وَقَالَ اٰلُ مُحَمَّدٍ کُلُّ تَقِیٍّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کُلُّ تَقِیٍّ نَقِیٍّ مَحْمُوْمُ الْقَلْبِ (دستور السالکین)

حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کون ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے بے شک مجھ سے ایسی بات پوچھی جو تم سے پہلے مسلمانوں نے نہیں پوچھی ہے اور فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تمام پرہیزگار ہیں اور ایک اور روایت کے مطابق تمام گناہوں سے پاک پرہیزگار جن کا دل عشق الٰہی سے گرم ہو۔

قَالَ رسول اللہ صلعم حَاکِیاً عَنْ رَبِّہٖ اِذَا کَانَ الْغَالِبُ عَلٰی عَبْدِی الْاِشْتِغَالُ بِیْ جَعَلْتُ ھِمَّتَہٗ وَلَذَّتَہٗ فِیْ ذِکْرِیْ، وَاِذَا جَعَلْتُ ھِمَّتَہٗ وَلَذَّتَہٗ فِیْ ذِکْرِیْ عَشِقَنِیْ وَعَشِقْتُہٗ وَرَفَعْتُ الْحِجَابَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ، لَایَسْھُوْ اِذَا سَھَی النَّاسُ اُولٰئِکَ کَلَامُھُمْ کَلَامُ الْاَنْبِیَاءِ حَقًّا اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اِذَا اَرَدْتُ بِاَھْلِ الْاَرْضِ عُقُوْبَۃً اَوْعَذَاباً ذَکَرْتُھُمْ فِیْہِ فَصَرَفْتُہٗ بِھِمْ عَنْھُمْ (دستور الجمہور، دستور السالکین)

وَالْاَوْلِیَاءُ وَالْاَعْیَانُ طَرِیْقٌ اِلَی اللّٰہِ بِھِمْ یَھْتَدُوْنَ السَّالِکُوْنَ وَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ ھُمْ یَھْتَدُوْنَ الْکَوَاکِبُ نُجُوْمُ السَّمَاءِ وَمِنْھَا رُجُوْمُ الشَّیَاطِیْنِ وَالْاَوْلِیَاءُ نُجُوْمٌ فِی الْاَرْضِ وَکَذٰلِکَ الْعُلَمَاءُ ھُمْ اَئِمَّۃٌ فِی التَّوْحِیْدِ وَھُمْ رُجُوْمُ الْکُفَّارِ وَالْمُلْحِدِیْنَ وَیُقَالُ فَرْقٌ بَیْنَ نُجُوْمٍ یُھْتَدٰی بِھَا اِلٰی نَجَاحِ الدُّنْیَا وَبَیْنَ نُجُوْمٍ یُھْتَدٰی بِھَا اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِکُلِّ شَیْئٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ الصَّابِرِیْنَ ھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَہ

(احیاء العلوم ۔ مشارق العلوم ۔ تفسیر قشیری ۔ دستور السالکین)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے یوں روایت کی کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب میرے بندے پر میرے ساتھ مشغولیت غالب ہو جاتی ہے تو میں اپنی یاد کے اندر اس کی ہمت اور لذت پیدا کرتا ہوں پھر جب میں نے اپنی یاد میں اسے ہمت اور لذت دی تو اس کو میرے ساتھ عشق ہو جاتا ہے اور میں بھی اس کا عاشق بن جاتا ہوں اور میرے اور اس کے درمیان سے پردہ اٹھ جاتا ہے وہ مجھے نہیں بھلاتا ۔ جب دوسرے لوگ مجھے بھلا دیتے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اقوال نبیوں کے اقوال ہیں اور حقیقی معنوں میں ابدال ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جب میں اہلِ دنیا پر کوئی مصیبت اور عذاب چاہتا اور نازل کرتا ہوں تو مجھے ایسے لوگوں کی یاد ہوتی ہے اور انہی کی برکت سے اس مصیبت اور بلا کو ٹال دیتا ہوں ۔ دوستانِ خدا اور بزرگانِ دین اللہ کی طرف راستے (وسیلے اور رہنما) ہیں اور یہی سالکوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور اللہ کا فرمان ہے اور نشانیاں ہیں اور تاروں سے بھی لوگ راستہ پاتے ہیں ۔ کواکب (مدار تارے) آسمان کے ستارے ہیں اور ان سے شیطانوں کو بھگانا عمل میں آتا ہے اور اولیاء اللہ زمین پر ستارے ہیں اور انہی میں سے علماء ربانی توحید کے امام اور پیشوا ہیں اور یہ اولیاء اللہ اور علماء کافروں اور زندیقوں کو رجم کرنے والے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان ستاروں میں جن کے ذریعہ اللہ کا راستہ پایا جاتا ہے ۔ بہت بڑا فرق ہے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے ایک کلید ہے اور جنت کی کلید صبر کرنے والے فقیروں (اولیاء اللہ الکرام) کی محبت ہے کیونکہ وہی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں ۔

یہ آیات قرآن۔ احادیث شریف اور ملفوظات بزرگان دین وعلماً کاملین میں سے چند ایک اقتباسات میں نے درج کئے ورنہ ان کی تعریف اور شان میں ان سے ہزار گنا حوالے قرآن وحدیث اور ملفوظات کی کتابوں میں مل سکتے ہیں۔ چونکہ میں خود عالم نہیں ہوں نہ مجھے یہ کتابیں میسر ہیں اس لئے مشروحہ صدر اقتباسات پر ہی کفایت کرتا ہوں۔ جو کہ صرف ارادت مندوں کے اطمینان قلب کے لئے لکھے گئے وَبِاللہِ التَّوفیق

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی وہ (آنحضورؐ) خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتے بلکہ وہی کہتے ہیں جو ان پر بطور وحی نازل ہوتا ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللہَ رَمٰی آپ نے مٹی کی مٹھی نہیں پھینکی (دشمن کی طرف) جب پھینک دی بلکہ اللہ نے ہی اس کو ان کی طرف پھینک دیا۔

حدیث شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمر ابن الخطابؓ کی شان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اَللہُ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرؓ اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی زبان سے کلام فرماتا ہے۔ یہی فنا فی اللہ کے مقامات ہیں۔

بخاری شریف میں ایک حدیث کو جو بڑی طویل ہے بیان کیا گیا ہے یہ بروایت صحیح ہے۔ مَن تَقَرَّبَ اِلَیَّ بِالنَّوَافِل کُنْتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِی یَسْمَعُ وَبِی یُبْصِرُ مطلب یہ ہے کہ جو کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کا قرب اور نزدیکی حاصل کرنے کے لئے نوافل کے ذریعہ سعی وکوشش کرے گا وہ اللہ کے نزدیک پہنچ جائے گا اللہ جس کو چاہے یہ مرتبہ عطا کرتا ہے کہ اس کی زبان اس کی آنکھیں اس کے کان اور اس کے ہاتھ پاؤں اللہ کی زبان اللہ کی آنکھیں۔ اللہ کے ہاتھ پاؤں اور

اللہ کے کان بن جاتے ہیں۔ یعنی جو کچھ وہ کہتا ہے کرتا ہے دیکھتا ہے۔ اور سنتا ہے وہ اللہ ہی کہتا ہے، اللہ ہی کرتا ہے۔ اللہ ہی دیکھتا ہے اور اللہ ہی سنتا ہے اس لئے ایسے بزرگوں سے مدد مانگنا۔ استعانت کرنا قرآن و حدیث کے مطابق جائز ہے اولیاء اللہ الکرام سے مدد مانگنے میں اور استعانت کرنے میں اکثر محدثین، مفسرین، مجتہدین اور فقہا کو کوئی انکار نہیں ہے۔ الحمد للہ اللہ کے فضل و کرم اس کے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی کی باطنی اور روحانی امداد سے فقیر کو علم قرآن، علم حدیث، علم فقہ اور تصوف پر کافی عبور اور مہارت حاصل ہے اور ان علوم کی اکثر کتابیں ہر وقت میرے مطالعہ میں رہتی ہیں۔ ہم جس طرح اولیاء اللہ کی ظاہری حیات میں ہم ان سے مدد مانگتے ہیں اسی طرح ان کے دنیا سے انتقال کے بعد بھی مدد مانگتے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جس اللہ کے دوست سے اس کی ظاہری زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے۔ اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جائے۔ حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارت القبور میں ہے۔ وَاَمَّا الاِسْتِمْدَادِ بِاَهْلِ الْقُبُوْرِ فِي غَيْرِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَالْاَنْبِيَاءِ فَقَدْ اَنْكَرَهُ بَعْضٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَاَثْبَتَهُ الْمَشَائِخ الصُّوفِيَة وَكَثِيْرٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِيُّ قَبْرُ مُوسَى الْكَاظِمِ رضی تِرْيَاقٌ مُجَرَّبٌ الْاِجَابَةِ الدُّعَاءِ وَقَالَ الْاِمَامُ الْغَزَالِيُّ مَنْ يُسْتَمَدُّ فِي حَيٰوتِهِ يُسْتَمَدُّ بَعْدَ وَفَاتِهٖ

اہل قبور سے سوائے روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کے قبور کے مدد مانگنا بعض علماء ظاہر نے جائز قرار نہیں دیا ہے۔ لیکن مشائخ صوفیہ اور اکثر فقہاء نے اس کا جواز ثابت کر دیا ہے۔ امام شافعی رضی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم رضی کی قبر قبولیت دعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے اور امام غزالی رضی نے فرمایا کہ جس اللہ کے پیارے سے اس کے عین

حیات میں مدد مانگی جا سکتی ہے۔ اس سے بعد وفات بھی استمداد کیا جا سکتا ہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء سے مدد مانگنے میں تو کسی کو اختلاف نہیں۔ قبور اولیاء اللہ الکرام پر جا کر ان سے مدد مانگنے میں بعض علماء ظاہرین نے اختلاف کیا ہے۔ صوفیائے کرام اور اہلِ کشف نے جائز قرار دیا ہے۔ حصن حصین صہ ۲۰۲ پر مندرج ہے۔ وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی۔ جب مدد لینا چاہے تو کہے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ حنفیوں کے فقیہ اعظم صاحب دُرِّ مختار نے حضرت امام ابوحنیفہ رضؓ کی خدمت میں، ان کی قبر پر جا کر عرض کرتے ہیں۔

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ وَیَا کَنْزَ الْوَرٰی جُدْ لِیْ بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِیْ بِرِضَاکَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ لَمْ یَکُنْ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

اے موجودات میں سے مکرم اور نعمت ہائے الٰہی کے خزانے جو اللہ نے آپ کو عنایت کئے ہیں مجھے بھی دیجئے۔ اللہ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی راضی فرمائیے میں آپ کی سخاوت کا امیدوار ہوں۔ آپ کے سوا ابوحنیفہؒ کا خلقت میں اور کوئی نہیں ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام سے صریح طور پر مدد مانگی گئی ہے۔ قصیدہ بردہ شریف میں ہے

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے تمام مخلوقات سے بہتر آپ کے سوا کوئی نہیں ہے جس سے میں مصیبت کے وقت پناہ لوں قصائد قاسمی میں مولوی قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں:۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

اس فرید العصر علامہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے؟ صریح طور مدد مانگ رہا ہے خبردار شرک کا فتویٰ نہ لگائیو، حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

جہاز امت کا کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ کتاب اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ مدد فرما بلطف خود سروسامان جمع بے سروپا کن

حضرت شاہ شمس تبریزی رح کی زبان مبارک سے مولوی رومیؒ فرماتے ہیں۔

یا رسول اللہ تو وانی استانت عاجز اند عاجز انزار رہنما وجملہ را ماد اتوئی

بصیرت والے قرآن کریم کی تلاوت کریں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ (آل عمران)

میں بھلا چنگا کرتا ہوں کور مادر زاد اور کوڑھی کو اور خدا کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اس آیۂ کریمہ نے بد اعتقادوں کا قلع قمع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اختیارات عطا فرمائے ہیں کہ میں اندھوں کو بینا۔ کوڑھیوں کو اچھا اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں (لفظ میں صیغہ واحد متکلم ہے) یہ پڑھ کر تو بد اعتقادوں اور حاسدوں کے دلوں پر ضرب کاری تو ضرور لگ جائے گی لیکن باذن اللہ کا مرہم لگا کر ان کے زخموں میں آرام ہوگا غور کا مقام ہے کہ جب دیگر انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت ودیعت کی ہے تو حضور سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر قدرت اور قوت خداداد کے مالک ہوں گے۔ خدا کے مقرب بندے کی شان دیکھنے کے لئے چشم دل اور دیدۂ بصیرت درکار ہیں شپرہ چشم کی قسمت کہاں کہ آفتاب عالم تاب کی ضیا باری سے سعادت اندوز ہو جائے۔

اولیاء اللہ الکاملین تو بمضمون حدیث عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل (میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے پیغمبر جیسے ہیں) اور جیسا سطور بالا میں حدیث میں آیا ہے شانہم شان الانبیاء وکلامہم کلام الانبیاء (ان کی شان نبیوں کی شان ہے اور ان کا کلام نبیوں کا کلام ہے)

مثیل و نظیر انبیاء ہیں ان کو بھی اللہ نے وہی قدرت اور قوت دی ہے۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبیوں کو دی تھی۔ اور ان سے استعانت کرنا کسی بھی صورت میں قابل انکار نہیں ہے، امام شافعیؒ کا عقیدہ اولیاء اللہ سے استعانت کرنے اور ان کو وسیلہ الی اللہ بنانے میں یہی ہے جو انھوں نے فرمایا ہے

اٰلُ النبیُ ذریعتی وھم الیہ وسیلتی ارجوابھم اعطی غدابید الیمین صحیفتی

(اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے واسطے اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وسیلہ ہیں انہی سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرا اعمالنامہ میرے دائیں ہاتھ میں دیں گے) کیونکہ وہی ناجی ہوں گے جن کے اعمالنامے ان کے دائیں ہاتھ میں دیں گے

والمرادُ بالاٰلِ نسبةٌ نسبیةٌ وَحسبیةٌ مع رسول اللہ صلعم وکلّ اٰل النبی مِن الاتقیاء والعرفا والصلحا (آل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معنوی نسبت یا مجازی نسبت ہے جو حسبی اور نسبی ہے ورنہ تمام اولاد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے پرہیزگار، عارف اور نیکوکار ہیں کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کُلُّ تقیٍ اٰلی ہر پرہیزگار میری اولاد ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تذکرہ الموتٰی والقبور مطبوعہ محمدی پریس لاہور کے صفحہ ۳۰ پر رقم طراز ہیں۔

اللہ تعالیٰ شہیدوں کے بارے میں فرماتا ہے "بَلْ اَحْیاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْن"، جس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو جسمانی طاقت دیتا ہے۔ جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں۔ یہ حکم شہیدوں ہی کے لئے مخصوص نہیں بلکہ انبیاء، صدیقین، صلحا اور اولیاء بھی شہیدوں کے زمرے میں ہیں کیونکہ انہوں نے نفس کے ساتھ جہاد اکبر کرکے درجہ شہادت حاصل کیا ہوتا ہے

اسی لئے اولیاء اللہ نے کہا ہے ارواحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا (ہماری روحیں ہمارے اجسام میں اور ہمارے اجسام ہمارے ارواح ہیں) ان کی روحیں بھی آسمان۔ جنّت جہاں کہیں بھی چاہیں سیر کرتی ہیں۔ دوستوں اور ارادتمندوں کی دنیا اور آخرت میں مدد کرتی ہیں اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور ان کی پاک روحوں سے فیض باطنی بطریق اویسیہ زندہ مریدوں کو ملتا ہے۔

ابن ابی الدنیارؒ نے امام مالکؒ سے روایت کی ہے کہ مومنین کی روحیں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں (اور مومن سے مراد کامل ہے) اللہ ان کی جسموں کو روحانی قوت عطا کرتا ہے۔ قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ ذکر کرتے اور تلاوت قرآن کرتے ہیں جس سے ان کو فرحت حاصل ہو جاتی ہے۔

علامہ تفتازانیؒ نے شرح عقائد میں اہلِ سنّت کے نزدیک اصحابِ قبور کے علم وادراک کی تحقیقات کر کے فرماتے ہیں۔ وَلِهٰذا يَنْتَفِعُ بزيارت القبور الْاَبرار وَالْاَستعانه من نفوس الْاَخيار (اس لئے قبور اولیاء اللہ کی زیارت اور ان سے استعانت اور مدد جوئی کرنا بہت فائدہ مند اور نفع بخش ہے۔

(حیات الموات ص۷۵)

احمد ابن مرزوقؒ نے جو دیار مغرب کے اکابر فقہا و مشائخ میں سے ہے فرمایا ہے ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمیؒ نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی۔ میں نے کہا ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد اس سے زیادہ قوی ہے۔ شیخ نے فرمایا ہاں۔ کیونکہ میت بساط قرب پر اللہ کی درگاہ میں ہے۔ روح کے باقی ہونے کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں جن سے ثابت ہے کہ ان کو زائروں اور ان کے حالات کا شعور اور علم ہے جیسا کہ عین حیات میں تھا۔ بلکہ اس سے زیادہ اور اولیاء اللہ کو حیات و ممات میں کائنات عین کے اندر

تصرف اور عملداری حاصل ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ للشیخ الدھلوی باب زیارت القبور جلد اول صد ۷۶۲)

سطور بالا میں لکھا جا چکا ہے کہ اللہ کا بندہ (ولی اللہ) جب نوافل کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو انوار الٰہی اس مقرب بندے پر اس درجہ غالب آجاتے ہیں کہ گو بظاہر تمام افعال اس کی ذات سے صادر ہوتے ہیں مگر حقیقتاً اس کی سماعت۔ بصارت ہاتھ اور پاؤں خداوند کریم کے انوار صفات میں اس قدر گم ہو جاتے ہیں کہ سنتا ہے تو اللہ کے کانوں سے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھوں سے۔ پکڑتا ہے تو اسی کے ہاتھوں سے اور چلتا ہے تو اسی کے پاؤں سے مولانا روم علیہ الرحمہ نے اس مضمون کو ایک اچھے پیرایہ میں بیان کیا ہے ؎

ایں سخن حق است باللہ مے شود　　اللہ اللہ گفتہ اللہ مے شود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود　　گفتہ او گفتۂ اللہ بود

جب اللہ کا بندہ اپنی ہستی مٹا کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کی مدد یقیناً اللہ کی مدد ہوتی ہے۔ اس سے مانگنا مراد طلب کرنا اور مراد مانگنا ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کو کوئی خدا نہیں سمجھتا اور کہتا ہے۔ فنا فی اللہ کے باعث انہیں قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔

خاصان خدا خدا نہ باشند　　لیکن ز خدا جدا نہ باشند

کے مصداق بن جاتے ہیں اور ان کی قدرت اور قوت ذاتی نہیں ہوتی بلکہ عطا کردہ باری تعالیٰ ہوتی ہے۔ اگر اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا شرک ہوتا تو سلطان الاولیا محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہرگز ہرگز یہ ارشاد نہ فرماتے۔

اذا سئلتم اللہ فاسئلونی بی وقال مَن استغاث بی فی کربۃ کشفتُ عنہ ومَن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ

ومن توسّل بی الی اللہ عزّ وجل فی حاجتہ قضیت لہ ومن صلّی رکعتین یقرءُ فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدیٰ عشر مرۃ ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام ویسلّم علیہ ثم یخطوا اِلیٰ جھۃ العراق احدیٰ عشر خطوۃ یذکر فیھا اسمی فیذکر حاجتہٗ فانھا تقضیٰ

جب خدا سے سوال کرو تو میرے وسیلہ سے کرو اور فرمایا جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو جائے گی اور جو سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو جائے گی اور جو کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرے سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے گی اور جو دو رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام عرض کرے پھر عراق یعنی بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو جائے گی۔

مندرجہ ذیل بزرگان دین نے اس فرمان کو اپنی تصانیف میں تحریر کیا ہے:۔

(۱) ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نزہتہ الخاطر الفاطر میں

(۲) شیخ مجد الدین شیرازی فیروز آبادی رحؒ نے روضۃ الناظرین میں

(۳) امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃ المفاخر میں

(۴) شیخ محمد سعید زنجانی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الزاہر میں

(۵) سید عبد القادر روسی رحمۃ اللہ علیہ نے در الفاخر میں

(۶) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ الاسرار اور زبدۃ الآثار مختصر لبہجۃ الاثار میں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا قول غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ وظیفہ فرمودہ جناب غوث پاک رضؓ بارہا آزمایا گیا اور تجربہ کر کے صحیح اور درست ہی نہیں بلکہ تیر بہدف پایا گیا۔

جس طرح ہم حیات ظاہری میں اولیاء اللہ سے مدد مانگتے ہیں اسی طرح ان کے دنیا سے انتقال کے بعد بھی مدد مانگتے ہیں۔ کیونکہ ان کے انتقال کے بارے میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ "ینتقلون من دارٍ الی دار" کہ وہ ایک گھر سے نکل کر دوسرے گھر میں جاتے ہیں اور مرتے نہیں۔ دونوں صورتوں میں ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔ یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ دنیا میں جو آیا عام طور پر اس کا جسم فانی ہے روح جو کہ امر اللہ ہے ہمیشہ زندہ ہے۔ موت اور نیند آپس میں بہنیں ہیں کیونکہ اَلنَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ مشہور قول ہے۔ فرق اتنا ہے کہ موت حواس خمسہ ظاہری کے باطل اور معدوم ہو جانے کا نام ہے اور نیند حواس ظاہری کے عارضی تعطل کا نام ہے۔ یہ بھی ظاہر اور بدیہی امر ہے۔ کہ حواس خمسہ کا تعلق بھی ظاہر اور جسم کے ساتھ ہے۔ مشائخ کرام اور اولیاء عظام پیکر روح بن جاتے ہیں تو انہیں جسمانیت کے ساتھ برائے نام ہی تعلق رہ جاتا ہے زندہ بھی ہوتے ہیں اور ظاہر سے بے تعلق بھی کیونکہ ان کا رجحان تو سب روح ہی کی طرف ہوتا ہے اور جو جسم رہ جاتا ہے وہ روح کا مغلوب ہوتا ہے۔ موت کیا کرتی ہے۔ جسم کو مارتی ہے اور حواس خمسہ کو معدوم و باطل بنا دیتی ہے۔ اولیاء اللہ نے تو یہ چیزیں مجاہدات اور ریاضات شاقہ اور کثرت عبادات سے ختم کی ہوتی ہیں۔ اس لئے انہیں پہلے ہی سے ظاہر کے ساتھ تعلق نہیں رہتا پھر موت آئے تو کیسے اور مرے تو کون اور کیا۔ اور اثر ہو تو کس طرح۔ روح تو غیر فانی ہے اور جسم فانی تو پہلے ہی فانی ہو چکا ہوتا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اولیائے اللہ پر موت طاری نہیں ہوتی ہے۔ وہ ایک مقررہ وقت تک دنیا میں رہ کر اپنے فرائض

مفوضہ سرانجام دیتے ہیں اور اس کے بعد دارالبقا میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ کل نفسٍ ذائقۃ الموت ایک الہامی امر اور یقینی ہے جس سے ظاہر ہے کہ موت نفس پر طاری ہوتی ہے اور نفس ہی موت کا معمول ہے روح معمول نہیں اسی لئے اس کے لئے فنا نہیں۔ اولیاء اللہ تو پہلے روز سے ہی نفس کشی شروع کر دیتے ہیں اور خدا جانے ان کے نفس پر کتنی موتیں طاری ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کے انتقال کو موت سے تعبیر کرنا ایک صریح غلطی ہے وہ زندہ رہتے ہیں اور ان سے بعد انتقال بھی بجنسہٖ اور اسی شان و شکوہ کے ساتھ فیض جاری رہتا ہے جس طرح ظاہری زندگی میں تھا۔ یہ ہے مجاہدات اور عبادات کی کارفرمائی۔ قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحسبنَّ الذین قُتِلوا فی سبیل اللہ امواتٌ بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ مِن فضلہ ولیبشرونَ بالذین لم یلحقوا بھم جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں جان دی ہے ان کو تم مرے ہوئے نہ سمجھو وہ تو زندہ ہیں۔ اللہ کے نزدیک جیتے ہیں اللہ نے اپنے فضل سے انہیں جو روزی دی ہے اس سے مستفید ہوتے ہیں اور خوش خرم خدا کی نعمتوں کو دیکھ کر رہتے ہیں اور ان کو بشارت اور خوشخبری دیتے ہیں جو ابھی ان کے ساتھ ملحق نہیں ہوئے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ ولا تقولوا لمن یُقتلُ فِی سبیل اللہ اَمواتٌ بل احیاءٌ وَلکن لا تشعرون جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردے مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کے بچشم سر دیکھنے کا شعور نہیں ہے۔

یہ آیات قرآنی ہیں اور ان سے صاف و صریح طور پر شہدا کی حیات اور زندگی ثابت ہے منکرین اور معترضین کے سامنے جب ان آیات کو پیش کیا جاتا ہے تو انہیں انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ ان آیات نے تو یہ فیصلہ ہی کر دیا کہ موت آنے پر بھی زندگی کا وجود باقی ہے کوئی وجہ نہیں کہ جب شہیدوں کو زندہ مان لیا جائے تو اولیاء اللہ کو جو کہ جہاد اکبر میں شہید ہوئے

کیوں نہ زندہ مان لیا جائے کیونکہ اصولاً تو زندہ ہونا ایک یقینی امر ہو گیا زندگی میں تو اولیاء اللہ کے تصرفات اور کرامات مسلم ہیں اس لئے بعد انتقال بھی وہ تصرفات کر سکتے ہیں اور ان سے فیض مل سکتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ اولئک الذین انعم اللہ علیہم مِنَ النبین والصدیقین والشہداء والصالحین (یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے نبیوں۔ صدیقوں۔ شہدا اور نیکو کاروں میں سے انعام سے سرافراز کیا) اس آیت کے مضمون کے مطابق سیاق و سباق کے لحاظ سے شہدا کا درجہ تیسرے درجے پر ہے۔ نبی تو زندہ جاوید ہیں اور ان کے حیات بعد الموت کے بارے میں کسی کو اختلاف نہیں لیکن جب شہداء زندہ جاوید ہیں تو صدیقین اور صالحین کیوں زندہ نہ ہوں جن کا درجہ شہدا سے بڑھ کر ہے، نبیوں اور شہدار کے اجسام تو زمین میں سڑتے نہیں تو صدیقین اور صالحین کے اجسام پاک بھی ان کے قبور کے اندر بجنسہ موجود ہیں اور حیات ابدی سے مستفیض ہوتے ہوئے اپنے دوستوں، مخلصوں اور ارادتمندوں کی دستیاری اور دستگیری کرتے ہیں۔

حیات بعد الممات قرآن و حدیث سے ظاہر اور مسلم الثبوت ہے کافروں کے ساتھ اعلاء حق کے لئے جہاد کرنا اعمال صالحہ میں سے ایک عمل ہے اور اس جہاد میں مارے جانے سے شہادت کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جہاد بھی بفحوائے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رجعنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر (ہم جہاد اصغر یعنی کافروں کے ساتھ لڑنے سے جہاد اکبر یعنی نفس کے ساتھ جہاد کرنے کی طرف واپس لوٹے) دو قسم کا ہوتا ہے اور شہادت دو نوع کی ہوتی ہے۔ ایک شہادت اصغر اور دوسری شہادت اکبر۔ ایک جہاد کافروں کے ساتھ جنگ کرنا ہے اور دوسرا جہاد عشق ہے۔ ایک شہید حربی ہے اور دوسرا شہید ناز۔ ایک ولی کامل سے کسی نے دریافت کیا کہ شہید حرب کا رتبہ بلند ہے یا شہید ناز کا۔ وہ بزرگ ولی تو تھے ہی عاشقانہ انداز میں فرمایا۔ اور کچھ تو نہیں جانتا

اتنا ضرور جانتا ہوں کہ "شہید حربی مقتول از دست کار واین مقتول بدست نازیار ے گردد" کتنا سرشار اور بلیغ جواب ہے۔ شہید حربی وہی ہے جو کفار کے نرغہ میں آگیا اور انہوں نے فوراً اس کے جسم سے اس کا سر جدا کر دیا۔ مگر شہید نازہ کی موت اس سے کہیں زیادہ سخت اور شدید ہوتی ہے۔ عشاق جن مصائب میں زندگی گذارتے ہیں جس جانکنی میں وہ زندہ رہتے ہیں وہ جہاد اصغر سے افضل اور بالاتر ہے۔ عشق میں مصائب اور شدائد اور تکالیف و آلام کے سوا اور کچھ نہیں۔ عشق میں آب و دانہ حرام ہے۔ اشکباریاں اور آہ وزاریاں ہیں شب بیداریاں ہیں۔ چین ہی نہیں نہ تن کا ہوش اور نہ جان کی فکر بہرحال شہید نازکی یہ نیازمندیاں کتنی سرشار اور مست دلربا ہیں۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلیغ شعر میں اس حقیقت کی طرف مبصرانہ اشارہ فرماتے ہیں۔

اشک را در وزن با خون شہید — کے برابر من نہد شاہ مجید

شہید ناز کی چشم آرزومند کا ایک قطرہ شہید حرب کے خون سے بدرجہا زیادہ وزنی اور باوقعت ہے۔ ان امورات کو مدنظر رکھ کر یہ ثابت ہوگیا کہ اولیاء اللہ بھی شہید ہیں اور انہیں شہادت کبریٰ حاصل ہے چونکہ شہید ہیں اس لئے قرآنی ارشاد کے مطابق زندہ ہیں اور وہ ہر طرح کی امداد دستگیری اور فریادرسی کر سکتے ہیں۔

یہ حضرات بحیات کامل زندہ ہیں سہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے — پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ظاہر پرست لوگوں کو مجاہدات۔ ریاضات۔ عبادات اور کثرت نوافل ایک سخت خوفناک چیز معلوم ہوتی ہے ان کے دل سخت اور سیاہ ہوتے ہیں۔ ثم قست قلوبھم من بعد ذالک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ (آیات دینیات کے مشاہدہ کے بعد ان کے دل سخت ہو گئے اور وہ پتھر جیسے سخت ہو گئے یا ان میں سخت درجہ کی سختی آگئی۔ ورنہ

یغوص البحر من طلب اللآلی   و من طلب العلےٰ سہر اللیالی

جس کو موتیوں کی جستجو ہو وہ سمندر میں غوطہ لگائے گا اور جو بلند مرتبہ کی خواہش رکھتا ہو وہ راتوں کو بیدار رہے گا۔ ذوق طلب میں عبادت کا شوق اور لطف ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس میں وہ لذت ہے جس کا مقابلہ اور کوئی نعمت نہیں کر سکتی ہے۔ لذت عبادت جس کے سامنے دنیوی لذات ہیچ اور حقیر ہیں فقراء اور اولیاء اللہ ہی کو نصیب ہوتی ہے۔ کسی نے حضرت حاتم اصم رح سے پوچھا فقراء کی نماز کیا ہے اور آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ نماز کے وقت ظاہری وضو پانی سے اور باطنی وضو توبہ سے کرتا ہوں۔ پھر سجدے میں داخل ہو کر مسجد حرام کو آنکھوں سے دیکھتا ہوں اور مقام ابراہیم کو اپنے دونوں ابروؤں کے درمیان دیکھ کر بہشت کو دائیں طرف اور دوزخ کو بائیں طرف لے کر پل صراط کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا ہوں۔ ملک الموت کو اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھتا ہوں۔ دل کو حق تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ تعظیم کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہتا ہوں۔ نہایت احترام سے قیام کرتا ہوں۔ خشوع و خضوع کے ساتھ قرأت پڑھتا ہوں عجز و انکسار کے ساتھ رکوع میں اترتا ہوں۔ تضرع و زاری سے سجدہ ریز ہوتا ہوں۔ حلم و بردباری سے قعدہ میں بیٹھتا ہوں۔ شکر کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں یہی میری نماز ہے اور یہی فقراء کی نماز ہے (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۰۵) ایسی نماز کے لئے حلال روزی، کم غوری کم خوابی اور کم گوئی کی بے حد ضرورت ہے۔ اولیاء کرام نے مجاہدات و عبادات حلال خوری، کم غوری، کم خوابی اور کم گوئی اور نفس کشی سے اعلیٰ مراتب و مدارج پائے اور انہیں روحانی قوت حاصل ہوئی، نفس کشی سے اگر جسم خاکی کو کمزور کیا لیکن عبادات و ریاضات اور مجاہدات سے روح کو طاقتور اور نورانی بنا دیا اور اسی روحانی طاقت اور قوت سے وہ انتقال کے بعد بھی اپنے مریدوں، مخلصوں خادموں اور عقیدتمندوں کی مشکلات میں اور دینوی مرادات میں امداد کرتے رہتے ہیں۔ طالبان خدا کی رہنمائی کر کے ان کو بھی کامل

بناتے ہیں۔ روح کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوت عطا کی ہے جس قوت کو کن فیکون کہتے ہیں یعنی مردہ کو زندہ کرنا۔ لاعلاج مریض کو تندرست بنانا۔ اولاد بخشنا ہر مراد کو پورا کرنا وغیرہ

آپ مندرجہ صدر تفصیلات سے سمجھ گئے ہوں گے کہ تمام بزرگان دین اور اولیاء اللہ کی کثرت عبادات و مجاہدات کا یہی راز ہے۔ واقفان اسرار جانتے ہیں کہ ان کی نمازیں ان کے معراج ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ الصّلوٰۃ معراج المومنین نماز ایمان والوں کی معراج ہے۔ بظاہر یہ کہیں کھڑے معلوم ہوتے ہیں لیکن روحانی صورت میں اور کہیں ہوتے ہیں، کوئی بغداد میں نماز پڑھ رہا ہے کوئی بیت المقدس میں سجدہ ریز ہے۔ کسی کا سر بیت اللہ میں رکوع و سجود میں ہے کوئی عرش معلّیٰ پر مصلےٰ بچھا کر نماز پڑھتا ہے۔ دراصل نماز تو اولیاء کرام ہی کی نماز ہے۔ ان کی نماز یہی نہیں کہ وہ تنتھیٰ عن الفحشاء والمنکر" کی مصداق ہو بلکہ حقیقی معنوں میں ان کی نماز ان کی باطنی ترقی کا ذریعہ اور ان کا معراج ہے۔

الغرض تیرہ سو سال سے عالمان عظام اور اولیاء کرام جن کے اسم گرامی باعث برکت ہیں مظاہر جود و کرم الٰہی ہیں۔ ان کے مزارات مقدسہ اب تک مرجع خواص و عوام اور خلق اللہ کو فیض رساں ہیں۔ ان کے فیض و برکات آفتاب کی طرح ساری دنیا میں روشن ہیں قیامت تک ان کے ارواح طیبہ اپنے انفاس حسنہ سے مخلوقات کو فائدہ پہنچاتے رہیں گے ان کی درگاہوں سے جس نے جو مانگا وہ پایا اور معتقدوں اور ارادت مندوں، مریدوں اور خادموں پر ان کی عنایتیں مبذول ہوتی رہیں گی۔ ان کے دنیوی اور اخروی تمام مرادات اور معاملات میں وہ ان کی امداد کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ان کا دریائے کرم ہر وقت جوش میں رہتا ہے اور رحمت و رافت کے چشمے ابلتے رہتے ہیں۔ فقیر کو اس کتابچہ میں حضرت سید الاولیاء غوث الاعظم رضی اللہ وارضاہ

عنہ کے مختصر حالات بیان کرنا بطور تبرک و تیمن ضم کرنا مناسب دکھائی دیا۔ ذیل میں ان کی پیدائش سے وصال تک کچھ واقعات و حالات بیان کیے جاتے ہیں تاکہ مریدوں، مخلصوں، عقیدتمندوں کے لیے مشعل راہ اور خوشنودی کا باعث ہوں۔

سیدالاولیا، حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات اور گرامی اور متبرک ہستی مسلمانوں ہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء اربعہ اور مشاہیر صحابہ کے بعد سب سے زیادہ محبوب و محتشم باوقار ومکرم اور مقدس اور قابل تقلید ہستی اور شخصیت ہے نہ صرف طول و عرض پاک و ہند میں بلکہ ساری اسلامی دنیا میں اور اس کے ہر حصے اور ہر خطے میں آپ کو نہایت انتہائی عظمت اور تقدس کا مقام حاصل ہے اور وصال کے بعد بھی آپ کے تصرفات اسی شان وشکوہ کے ساتھ جاری ہیں اور روضۂ پاک سے اسی طرح فیض کا دریا جاری ہے جس طرح ظاہری حیات مبارکہ میں آپ کے آستانہ عالیہ سے جاری رہتا تھا۔ عقیدت مندوں کے لئے آج بھی وہی روز وشب موجود ہیں۔ آپ قطب زمانہ اور غوث تھے۔ اپنے زمانہ میں ان کا کوئی نظیر و مثیل نہیں تھا۔ تمام اولیا ر زمانہ آپ کے سامنے سر اطاعت خم کر دیتے تھے۔ عالمانہ اور قائدانہ حیثیت سے بھی وہ مطلع انوار ربانی تھی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خاندانی نجابت اور نسبی شرافت اور وجاہت اور حسبی عظمت ایک ایسی مسلمہ چیز ہے جس پر ان کا ایک ارادت مند اور مرید مسلمان بجا طور پر ناز کر سکتا ہے۔ اور جس کے اعتراف میں ایک عالم کی زبانیں وقف منقبت رہتی چلی آئی ہیں۔ سب سے بڑی اور قابل فخر بات یہ ہے کہ آپ سید اور اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عربوں کی سب سے محترم شاخ نسل ابراہیمی (بنی عدنان) کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ایک طرف سے آپ کا سلسلۂ نصب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے اور دوسری طرف سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر جا کر ختم ہوتا ہے اور حضرت سیدۃ النسا، حضرت فاطمۃ الزہراء

رضی اللہ عنہما پر جاکر ایک ہو جاتا ہے گویا آپ لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرزند بتول رضؓ نور چشم امیر المومنین حیدر کرّار اور قرۃ العین حسنین رضؓ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت جیلان (گیلان) کے شہر میں ۴۷۰ھ میں ہوئی۔ اور وہ غرہ ماہ رمضان تھا۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت ابو صالح جنگی دوست ہے۔ والد ماجد کا لقب جنگی دوست اس لئے پڑا کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کے انتہائی شوقین تھے۔ اور راہ خدا میں اشاعت اسلام کے لئے جنگ کرنا اور شہادت کی تمنا رکھنا آپ کی زندگی کی واحد آرزو تھی۔ جان سب سے پیاری چیز ہے لیکن جس نے اپنی جان بھی خدا کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ کر لیا ہو اس کی خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین اسلام کے لئے شیفتگی اور وارفتگی کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ بھی انتہائی نیک سیرت، مرتاض اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ ان کا نام نامی سیّدنا فاطمہ اور کنیت ام الخیر تھی۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت عبداللہ صومعی رحؒ سے فضائل و محاسن اور فیوض برکات کی بے انتہا دولت حاصل کرنے میں پوری وسیع القلبی سے کام لیا تھا۔ ایسے خدا رسیدہ، پرہیز گار اسلام دوست والدین کی آغوش شفقت و تربیت میں پرورش پالنے کے بعد وہ نونہال گلزار مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور گلبن مرتضوی رضؓ کیسی کچھ صلاحیتوں سے بہرہ ور نہ ہوا ہوگا۔ جس کی سعادت کسبی نہیں وہبی تھی۔ اور جس کے آثار اس وقت بھی ظاہر و باہر تھے جب وہ گہوارہ طفولیت میں نشو و نما پاتے تھے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہی دراصل ایک روشن کرامت تھی۔ جیسا اوپر بیان کیا جا چکا ہے ان کی ولادت باسعادت ۲۹ شعبان المعظم کے دن صبح صادق کے وقت ہوئی اور آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ اس لئے ہلال ماہ رمضان دکھائی نہ دیا۔ صبح شہر کے عوام حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور پوچھا کہ آیا

بچہ نے دودھ پیا۔ حضرت فاطمہ رضہ نے اظہار کیا کہ سحری کے وقت انہوں نے دودھ
پیا ہے اور اس کے بعد بالکل نہ پیا گویا وہ روزہ دار ہے اس سے ظاہر ہے کہ آپ
ولی مادرزاد تھے۔ بلاد اسلامیہ میں اس رات کوئی لڑکی تولد نہیں ہوئی بلکہ گیارہ
سو گیارہ لڑکے پیدا ہوئے۔ آپ کا عہد رضاعت وصغر سنی خدارسیدہ والدین کے آغوش
عاطفت میں برکت وسعادت کے گہوارہ میں گذرا روحانیت اور معرفت الٰہی آپ
کے رگ وپے میں جذب ہو گئی۔ گھر سے مکتب کو جاتے تو رجال الغیب اور فرشتے
حفاظت پر مامور پائے جاتے تھے۔ مکتب میں معلم اور ہم مکتب بچے آپ کے مکتب
میں داخل ہونے کے وقت غیبی آوازیں سنتے تھے کہ اللہ کے محبوب کے لئے جگہ چھوڑدو
کچھ بھی ہو آثار ولایت زندگی کے اس ابتدائی دور میں ہی نمایاں تھے۔ کیونکہ محبوب
سبحانی رضہ ولی مادرزاد تھے۔ غیبی آوازیں سنتے تھے۔ ندائیں آتی رہتی تھیں۔ اصوات
سرمدی سنتے تھے غرض اس طرح حیات طیبہ کے سترہ اٹھارہ سال گزار دیئے اور
گیلان میں ہی تمام ضروری علوم متداولہ سے فراغت پائی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے
آپ کو ابتدا سے ہی حق گوئی اور حق پرستی کا درس دیا تھا۔ اور تاکید کرتی تھیں کہ ہمیشہ
سچ بولنا۔ مختلف طریقوں سے وہ آپ کو ایثار، خلوص، سعیٔ وعمل، جہد وکوشش،
مستعدی اور سرگرمی، غربانوازی اور ضعفاء پروری، قناعت وتوکل، زہد وپرہیز
گاری، تواضع وحلم اور انکساری کی تعلیم وتلقین کرتی رہتی تھیں۔

ایسے وسیع القلب ولی کامل کا حوصلہ وشوق تحصیل علوم برابر بڑھتا
جارہا تھا۔ والدہ ماجدہ سے بغداد جاکر تکمیل علوم وفنون کی اجازت مانگی۔ سیدہ
فاطمہ طاہرہ آپ کی بزرگوار والدہ نے اپنے عزیز فرزند ارجمند کے شوق اور مقصد
جلیل کو سمجھ کر خندہ پیشانی سے سفر کی اجازت دے دی۔ اور آپ کی عبا کے ایک
گوشہ میں پیوند لگا کر اس میں چالیس دینار ٹانک دیئے اور رخصت کے وقت منجملہ دیگر

نصائح کے فرمایا کہ فرزند دل بند ہر حالت میں سچ بولنا۔ ان الفاظ میں اتنا درد سوز اور اثر تھا کہ مدت العمر آپ نے اس نصیحت پر عمل کیا۔ آپ ایک قافلہ کے ساتھ بغداد روانہ ہو گئے۔ کیونکہ بغداد ہی اس زمانے میں دارالاسلام اور علوم و فنون مشایخ عظام اور اولیأ کا مرکز تھا۔ قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا۔ ڈاکوؤں کا ایک گروہ اس قافلے پر ٹوٹ پڑا اور محاصرہ کر کے قافلہ والوں سے تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ لٹیرے آپ کی طرف بھی آنکلے مگر یہ دیکھ کر کہ آپ پیکر معصومیت ایک پیوندوار عبا پہنے ہوئے ہیں فقیر سمجھ کر ان کی طرف ملتفت نہیں ہوئے۔ لبعض نے استفسار کیا کہ فقیر زادے تیرے پاس بھی کچھ ہے۔ آپ نے برجستہ فرمادیا کہ ہمارے پاس چالیس دینار ہیں۔ مگر ڈاکوؤں کو یقین نہ آیا۔ لوٹ مار سے فارغ ہو کر تمام قزاق اپنے سرغنہ ڈاکو احمد الفی کے پاس جمع ہوئے۔ سردار نے دریافت کیا کہ قافلے میں سے کوئی ایسا شخص تو نہیں رہا۔ جس کے پاس کوئی نقدی یا اور کوئی چیز رہ گئی ہو۔ دو ڈاکو کھڑے ہوئے اور کہا کہ ایک فقیر زادہ قافلہ میں ضرور ایسا ہے جو کہتا ہے کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں مگر ہم نے اس کی بات کو مخول سمجھ کر چھوڑ دیا۔ احمد الفی نے متحیر ہو کر یہ بات سنی اور کہا چلو ہم خود چل کر اس سے باتیں کریں گے اور وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ غوث پاک رضؓ کے پاس آیا اور سلسلۂ کلام یوں شروع ہوا۔

احمد الفی :۔ فقیر زادے تیرے پاس کچھ نقدی ہے؟

غوث پاک رضؓ :۔ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

احمد الفی :۔ وہ دینار کہاں ہیں؟

غوث پاک رضؓ :۔ وہ میری عبا کے گوشے میں پیوند لگا کر ٹانکے دیئے گئے ہیں۔

احمد الفی :۔ دوستو عبا کو ادھیڑ کر دیکھو۔ پیوند چاک کیا گیا اور چالیس دینار برآمد ہوئے۔ احمد الفی اور اس کے ہمراہی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور متعجب و متحیر ہو کر بولے کہ یہ لڑکا کتنا راست باز اور راست گو ہے۔ احمد الفی کا منہ فق ہو گیا اس

نے از روئے استعجاب آپ سے دریافت کیا۔ صاحبزادے تم نے اپنے دیناروں کی موجودگی کا اقرار کیا حالانکہ تم جانتے تھے کہ ہم لٹیرے ہیں اور تم سے تمہاری نقدی چھین لیں گے۔ تم پر کوئی تشدد بھی نہیں کیا گیا۔ غوث پاک رضؓ نے فرمایا۔ میری والدہ نے مجھے رخصت کرنے کے وقت مجھ سے عہد لیا کہ ہمیشہ ہر حالت میں سچ بولنا۔ میں نے بھی اقرار کیا تھا کہ میں اس عہد کو کبھی نہیں توڑوں گا۔ احمد البغی ان کلمات کو جو تاثیر میں ڈوبے ہوئے تھے اور خلوص سے مملو تھے سن کر بے ساختہ رونے لگا۔ اور کہنے لگا کہ افسوس ایک نو عمر لڑکے نے اپنی ماں کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو خطرے میں پڑنے کے وقت بھی نہ توڑا۔ اور میں کہ بوڑھا ہوں میں نے اپنے خالق و مالک کے ساتھ جو عہد باندھ لیا تھا اس کو بھولا ہوں۔ اور مسلسل عہد شکنی کے جرم میں مبتلا ہو کر اپنے عاقبت کو تباہ و برباد کر رہا ہوں۔ دیگر قزاق بھی اپنے سردار سے کہنے لگے کہ بے شک ہم کس قدر گمراہی اور تاریکی میں گرفتار ہیں۔ اللہ اللہ یہ اپنی ماں کا چاند۔ یہ گودڑی کا لال تو ہمارے لئے خضر راہ بن گیا۔ احمد البغی نے کہا۔ صاحبزادے آہ کہ ہم رب الارباب اپنے مالک کے سب سے نافرمان بندے ہیں۔ آپ ہی بتائیے کہ ہم اب کیا کریں۔ جواب میں غوث پاک رضؓ نے فرمایا۔ آپ سب لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص دل اور صمیم قلب سے توبہ کیجئے۔ اور اسلام کے بتائے ہوئے سچے احکام کی پابندی کیجئے۔ قافلہ کو تمام لوٹا ہوا مال واپس کیجئے۔ جن لوگوں کو ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے ان سے معافی مانگیے۔ احمد البغی مع تمام ہمراہیوں کے غوث پاک رضؓ کے دست مبارک پر توبہ کرتا ہے اور تمام مال قافلہ والوں کو واپس کر دیتا ہے۔ قافلہ والے بھی غوث پاک رضؓ کے ارادت مند اور عقیدت مند بن جاتے ہیں۔ غوث پاک کی پہلی نظر کیمیا اثر نے ساٹھ رہزنوں کو آن کی آن میں تائب بنا دیا۔ اس واقعہ سے صداقت اور سچائی کا کتنا اہم سبق ملتا ہے۔ اور اس کے اندر کتنی روشن لہریں مرکوز مرموز اور پنہاں ہیں ۔

بر کعبہ عجب کا کل ترکانہ بر انداخت　　از خانہ بروں آمد و صد خانہ بر انداخت
آں دم کہ عقیق لب او در سخن آمد　　خوں از دہن ساغر و پیمانہ بر انداخت

آپ کا شباب نسیم بہار کا ایک جھونکا تھا۔ آپ کی جوانی ایک بے داغ پاکیزہ جوانی تھی۔ نفسانیت اور جوش جوانی کا نام تک نہیں تھا۔ آپ کی ساری جوانی بغداد میں علماء اور فضلائے علوم و فنون کے حصول مشائخ کرام کی اجازات سے مجاہدہ اور ریاضت عبادات نوافل، عزلت اور گوشہ نشینی، سفر و جہانگردی میں گذری اور صفات فقر و فاقہ، ایثار خلوص میں یکتا ہوئے۔ جوانی کے اختتام پر درس و تدریس وعظ و تلقین اور رشد و ہدایت کے مشغلے جاری رکھے۔ انکسار و تواضع، خلق و حلم، جود و سخا، عظمت و عفاف، قیادت و رہنمائی، رافت و رحم، طاعت و بندگی، ذکر و فکر، مراقبہ و مجاہدہ ان کی جوانی سے ہی ان کے کردار کے جزو بن چکے تھے۔ انہوں نے انہی ایام میں دیگر مشائخ کرام کی صحبت سے مشرف ہو کر حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحؒ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے ان سے کماحقہ استفاضہ اور استفادہ کیا۔

شیخ ابوالقاسم عمر و ابن مسعود بزار رحؒ اور شیخ ابو حفص عمر و کیمیائی رحؒ سے روایت ہے کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی وہ عظمت تھی اور آپ کو وہ اقتدار حاصل تھا کہ بڑے بڑے مرشدان حق آگاہ، امراء ذوی الاقتدار اور بادشاہان عالی مقداران کی مجلس میں مودب بیٹھ کر اکتساب فیض کرتے تھے۔ لوگوں کے سامنے مجلس میں ہی حضرت غوث پاک رضؓ ہوا میں پرواز کرتے تھے۔ سورج طلوع ہوتے ہی آپ کو سلام کرتا تھا سال و ماہ آپ کی خدمت میں آتے، سلام کرتے اور جو حالات و واقعات ان میں وقوع پذیر ہونے والے تھے ان سے غوث پاک رضؓ کو آگاہ کر دیتے تھے۔ لوح محفوظ آپ کی نگاہوں کے سامنے ہوتا۔ (بہجۃ الاسرار) آپ کی بزرگی اور وقار کا یہ حال تھا کہ شیخ بقا رحؒ۔ شیخ علی بن ہیتی رحؒ اور شیخ ابو سعید قیلوی رضی اللہ عنہم جیسی بزرگوار ہستیاں

آپ کے دروازے پر جھاڑو دیتے اور چھڑکاؤ کرتے تھے۔ جب تک آپ ان کو اجازت نہیں دیتے تھے نہ اندر آجاتے اور نہ بیٹھتے تھے۔ عرض کرتے تھے کیا ہمیں اجازت ہے۔ جب آپ لکمُ الاَمان (تم کو اجازت ہے) فرماتے تھے۔ تو پورے ادب کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے۔

حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رضؓ نے بغداد ہی کے اندر سنہ ۶۲۴ھ میں ایک روز فرمایا کہ حضور غوث پاک رضؓ مدرسہ کے اندر ایک کرسی پر بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے کہ ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے نانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں۔ حضور پر نور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں قدم رکھا ہے وہیں میں نے بھی قدم رکھا ہے مگر فرق اتنا ہے کہ وہ نبی کا قدم ہے وہاں تک کا مرتبہ نبی کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا (مطلب یہ ہے کہ میں نے قدم قدم پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہوئے وہ بلند ترین مقام حاصل کیا ہے جو ایک ولی کو ہو سکتا ہے) شیخ عارف ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی رح نے سنہ ۶۱۷ھ میں قاہرہ میں کہا کہ میں نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انسانوں کے بھی مشایخ ہوتے ہیں۔ جنوں کے بھی ہوتے ہیں اور ہر طبقہ کے فرشتوں کے بھی۔ لیکن میں ان تمام مشایخ کا شیخ ہوں (ترجمہ بہجۃ الاسرار صفہ ۵۴-۵۵۔ آپ کے مکارم اخلاق کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ "شدید الخشیہ" تھے یعنی اللہ سے بہت ڈرتے تھے "کثیر الہیبۃ" تھے، آپ کے روئے مبارک میں جلال الٰہی تھا اور آپ کی ہیبت بہت تھی۔ "کریم الاخلاق" تھے ان کے عادات و خصائل بہت کریمانہ تھے۔ "الابغض لنفسہ" اپنے نفس پر سختی کرنے والے تھے اپنی ذات کے لئے نہ کسی سے ناراض ہوتے تھے اور نہ غصہ کرتے تھے۔ "لا یتغیر بغیر ربہ" معاملات ربانی کے سوا اور کسی معاملہ میں آپ کا چہرہ متغیر نہیں ہوتا تھا۔ کسی مانگنے والے اور سوالی کو کبھی نہیں ٹالتے تھے۔ خواہ وہ

آپ کے ملبوسات ہی کیوں نہ مانگے۔ تمام لوگوں کی بہ نسبت آپ امرِ حق کے قریب تھے حق کہتے، حق سوچتے اور حق حق کرتے تھے۔ "ابعد الناس عن الفحش" فحش امور اس قدر دور اور بعید تھے کہ اس دور میں اس کی کوئی مثال بھی نہ ملتی تھی۔ آپ کا علم آپ کو مہذب بنانے والا آپ کا قرب آپ کو ادب سکھانے والا۔ "اُنس" آپ کا مصاحب سیح آپ کا روزمرہ عمل فتح آپ کا سرمایہ، تحمل آپ کا جوہر، ذکرِ خدا آپ کا وزیر، مکاشفہ آپ کی غذا، مشاہدہ آپ کی شفا، آداب شریعت آپ میں نمایاں اور اوصافِ حقیقت آپ کے راز تھے (نہجۃ الاسرار) گویا کہ آپ کی اخلاقی زندگی نہایت پاکیزہ نہایت روشن صاف اور ہر اعتبار سے زندہ نمونہ اسلام تھی۔ آپ کی زندگی جامع الکمالات اور تمام حیثیتوں سے کامل تھی۔ زندگی کا کوئی پہلو تو ایسا نہیں جس پر مثل سایہ کے کچھ تاریکی نظر آتی ہو۔ بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا زندگی کے تینوں دَور روشن ہیں۔ بحیثیت ایک مسلم کے ان کی زندگی شاندار ہے اور ایک انسان کی حیثیت میں عظیم الشان۔ آپ کی زندگی جیسے ایک مسلمان کو مسحور کرتی ہے ویسے ہی ایک غیر مسلم کو بھی ان کا گرویدہ بناتی ہے۔ بذل وعطا، جودوکرم اور سخاوت وفیاضی کا دریا موجزن ہوتا تھا تو مسلم اور غیر مسلم دونوں اُن کے فیض سے معمور رہوئے۔ بچپن میں دیکھنا ہو تو ہونہار اور نیک دل بچے تھے۔ جوانی پر نظر کی تو ایک الوالعزم شریف جوان تھے، بڑھاپے پر نگاہ ڈالی تو ایک شفیق اور بزرگ انسان پایا۔ گھر میں ہیں تو شفیق باپ اور محبت کرنے والے شوہر ہیں۔ مجلس میں ہیں تو دلنواز اور جاں نثار دوست ہیں۔ باہر ہیں تو ایک قابل ہمدرد انسان ہیں۔ منبر پر شعلہ بیاں واعظ۔ خانقاہ میں قطب الاقطاب اور شیخ الشیوخ مدرسہ میں عدیم المثال منتظم پروفیسر اور پرنسپل۔ میدان تبلیغ میں بے مثل مبلغ پبلک لائف میں غیر فانی شہرت واثر کے سیاسی لیڈر۔ زمانے کے عظیم اور کامیاب

ترین مصلح، مفسر، محدث، فقیہ اور مدرس۔ غرض آپ ہر شعبہ حیات میں کامل مکمل تھے۔ ایک اعلیٰ پایہ کے مصنف بلند مرتبہ صوفی اور قادر الکلام شاعر بھی تھے۔

قصیدۂ غوثیہ کو دنیائے اسلام میں بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہے جس کو پڑھتے پڑھتے ہی دل پر اثر ہوتا ہے۔ ایک خاص جذبہ کی حالت میں غوث پاک رضؓ نے اس قصیدہ کو منظوم فرمایا۔ خاص اثرات کا حامل ہے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ قصیدہ آپ نے اس وقت لکھا تھا جب کہ آپ پر ابر کرم الٰہی کی مسلسل بارش ہو رہی تھی اور آپ کے بلند و ارفع مقامات آپ پر ظاہر کئے جاتے تھے۔ حضرت طاہر بن داؤ دلبغدادیؒ لکھتے ہیں کہ قصیدہ شریفیہ کا ہر شعر مقامات معرفت الٰہی کا آئینہ دار ہے۔ آغاز یوں ہوتا ہے کہ میرے محبوب نے مجھے کاسہ وصال سے جام معرفت پلایا۔ پس میں نے ساقی سے کہا کہ میرے قریب آؤ۔ اور مجھے تمام اقطاب پر فضیلت دی گئی ہے اور بزم معرفت میں میرا حکم نافذ کیا گیا ہے۔ اے میرے مرید خوف زدہ نہ ہو جاؤ۔ اللہ میرا رب ہے اور اس نے مجھے بلندی دی ہے کسی بھی حادثہ سے پریشان نہ ہو جاؤ۔ میں رزم گاہ میں صاحب عزم ہوں میں جیلانی ہوں میرا نام محی الدین ہے اور میرے جھنڈے پہاڑیوں کی چوٹیوں پر لہرائے گئے ہیں"۔ اس قصیدہ شریف کا صحیح کیف و سرور اور حقیقت الٰہی ارباب معرفت کو حاصل ہے جو خود بھی منازل طریقت سے گذر چکے ہوں اور جنہوں نے کسی شیخ کامل کی رہبری میں گلشن معرفت کی سیر کی ہو۔

حضرت غوث پاک رضؓ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہوئی ہے کہ محفل معرفت میں اللہ رب العزۃ نے آپ کو ایک عظیم مرتبہ عطا فرمایا تھا آپ کے قلب مقدس پر تجلیات الٰہی کا خاص نزول ہوتا تھا اور آپ کو بے اندازہ محاسن عطا کئے گئے تھے۔ آپ کی ذات گرامی انوار تجلیات کا مرکز تھی

آپ سے ہر روز حیرت انگیز کرامتیں ظاہر ہوتی تھیں۔ حضرت حماد بن حارث ؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آپ یکایک لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے اور ایسے ناپید ہو گئے کہ تلاش و جستجو کے بعد بھی نہیں ملے۔ مشتاقانِ جمال میں بیقراری کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اس عرصہ میں ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میں نے آپ کو اپنی آنکھوں سے دریائے دجلہ کی طرف جاتے دیکھا ہے یہ سن کر لوگ بے تابانہ دریائے دجلہ کی طرف امنڈ پڑے دیکھا کہ آپ وہاں موجود ہیں اور پانی کے بہاؤ پر اس بے تکلفی سے چل رہے ہیں جیسے کوئی زمین پر چل رہا ہو۔ اور دریا کی مچھلیاں ہجوم کر کے آپ کی طرف آرہی ہیں اور قدم مبارک چوم چوم کر واپس چلی جاتی ہیں۔ کنارہ پر کھڑے لوگ آپ کی اس کرامت کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد ایک اور نظارہ دیکھنے میں آیا کہ ایک جائے نماز غیب سے نمودار ہوئی اور خود بخود پانی پر بچھ گئی۔ آپ نے اس پر نماز ادا کی اور کنارے کی طرف واپس لوٹے۔

شیخ علی بن نصر لکھتے ہیں کہ ۴۹۷ھ میں جب عرب و عجم میں آپ کے فضل و کمال اور آپ کے زہد و عرفان کی دھوم مچ گئی چند علمائے ظاہر نے آپ کو لاجواب کرنے کے لئے چند پیچیدہ مشکل اور اہم سوالات مرتب کئے اور ایک وفد کی صورت میں آپ کے پاس آئے۔ آپ اس وقت وعظ فرما رہے تھے۔ آپ کو نورِ باطن سے ان کے مجلس میں آنے کا مقصد معلوم ہوا۔ آپ نے کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ کے سینۂ مبارک سے نورانی شعاعیں نکل نکل کر ان علماء کے سینوں پر پڑنے لگیں۔ علماء مذکور نے مجلس میں اچھلنا کودنا شروع کیا اور اپنے کپڑے پھاڑنے لگے۔ کچھ دیر بعد یہ لوگ تخت کے قریب پہنچ گئے اور آپ کے قدموں پر سر رکھ دیئے۔ آپ نے شفقت سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا جس سے ان کو سکونِ قلب حاصل ہوا۔ اس کے بعد آپ نے وہ سوالات بھی

بیان فرمائے جو یہ علماء مرتب کرلائے تھے۔ اور ان کے جوابات بھی اور فرمایا کہ گلشن معرفت کے باغبان کو پریشان نہ کیا کرو۔ شیخ عبدالفتاح تذکرۃ الکرام میں آپ کی مشہور کرامت بیان فرماتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ ۱۱شوال ۵۵۱ھ کو ایک چور غارت گری کے ارادے سے آپ کے مکان میں آیا۔ کچھ اسباب اٹھا کر بھاگنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اس کی بصارت جاتی رہی۔ وہ گھبرا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور نہایت محبت سے پوچھا۔ سچ سچ بتاؤ تم کون ہو اور یہاں کس نیت سے آئے تھے۔ چور نے اس ہمدردانہ لہجہ کو دیکھ کر کہا "حضور میں چور ہوں۔ غلط بات نہیں بتاؤں گا۔ آپ کے حجرے میں چوری کی نیت سے آیا تھا۔ لیکن یہاں میری بینائی ہی جاتی رہی۔ اس کے بعد چور نے کہا حضور میں پیشہ ور چور نہیں ہوں میں نے بھوک پیاس سے مجبور ہو کر یہ پیشہ اختیار کیا ہے۔ قبیلہ بنی عاصم کا ایک فرد ہوں۔ اور میرا نام سلیمان ہے۔ میری بدبختی یہ ہے کہ آپ جیسے آفتابِ ہدایت اور قطب الاقطاب کے خانہ فیض کاشانہ میں چوری کی نیت سے آیا اور بینائی سے محروم ہو گیا۔ چور کا یہ درد آفریں بیان سن کر آپ کو رحم آگیا۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھرایا اور آنکھوں پر لعاب مبارک مل دیا۔ آنکھیں فی الفور بینا ہو گئیں اور بصیرت کی آنکھیں کھل گئیں۔ آپ نے اس سے توبہ کرائی اس کو معرفت کی روشنی عطا کی اور ایک مقام کا ابدال بنا دیا۔

سارقے از درت نشد محروم شد ز ابدال یا شہ بغدادؒ

زیر بحث مضمون میں جو کہ قصیدہ غوثیہ کے بارے میں تھا یہ دو تین کرامتیں ضمناً تحریر میں آگئی ہیں ورنہ حضرت غوث پاک رضؓ کی کرامتیں بے حد و ممد ہیں۔ اور اُن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ضبط تحریر میں یہاں آسکتی ہیں۔

الغرض قصیدۂ غوثیہ کو تقریباً سات سو برس سے دنیا والے اپنی حاجتوں

اور مرادوں کے لئے پڑھتے آئے ہیں۔ اور ان کی حاجتیں بر آئی ہیں۔ اور مرادیں پوری ہو گئی ہیں اور بے شمار افراد ایسے ہیں جنھوں نے اس قصیدہ شریف کی برکت سے دینی اور دنیوی فوائد حاصل کئے ہیں۔ مشائخ عظام نے حصول مرادات کے لئے معتقدین خاص کو اس کے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس میں جلالی اور جمالی دونوں خاصیتیں موجود ہیں

حضرت غوث پاک اکیاون سال کی عمر تک ظاہری اور باطنی علوم کی تحصیل و تکمیل میں مدہوشانہ اور خود فراموشانہ انہماک سے مصروف رہے اور بعد کے چالیس سال ہیں درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ فتویٰ نویسی بھی کرتے رہے۔ مریدوں، مخلصوں اور معتقدوں کی روحانی تربیت بھی کرتے رہے وعظ و تقریر کا سلسلہ بڑے زور شور سے لگاتار قائم رکھا۔ سفر و سیاحت بھی کی، حج بھی کئے۔ احباب میں بھی بیٹھے۔ عبادات میں بھی کثرت کے ساتھ اشتغال فرمایا۔ آپ کی ہستی ایسی ہے جو بیک وقت واعظ و مقرر بھی ہے، معلم اور پروفیسر بھی ہے، مفتی بھی ہے، شیخ وقت اور روحانی مربی بھی ہے۔ مصنف بھی ہے اور مولف بھی۔ شاعر اور ادیب بھی ہے۔ مریدوں کی تربیت کا کام بھی کرتے ہیں۔ لوگوں کو تعویذات بھی لکھ کر دیتے ہیں۔ فریضۂ اشاعتِ اسلام اور اصلاح خلق بھی ان کے سپرد ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ آپ اتنے فرائض بیک وقت کس طرح انجام دیتے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے سوا اور کم ہستیاں ہیں جو اتنی کثیر المشاغل ہوں۔ آپ کے اشارے سے چور ابدال بن گئے، مردے زندہ ہو گئے، مشہور رہے کہ نانبائی کی لڑکیوں کو لڑکے بنا دیا۔ تاریک راتوں میں درخت روشن ہو کر مشعل بن گئے اور دور تک اجالا کر گئے۔ بارش کو تھم جانے کا حکم دیا گیا تو تھم گئی۔ مریضوں کو آن کی آن میں صحتیاب کر دیا۔ بھکاریوں کو بادشاہ بنا دیا۔ دین کو زندہ کر کے محی الدین

(دین کا زندہ کرنے والا) لقب پایا۔ آپ بے کسوں کی دستگیری فرماتے ہیں بیقراروں کی فریاد سنتے ہیں۔ غمزدوں کی چارہ سازی کرتے ہیں۔ جس نے جو کچھ مانگا آپ کے دربار سے پایا۔ کرامت، عظمت، قدر و منزلت اور جلالت مرتبت، باری تعالیٰ نے ان کو ایسی عطا فرمائی ہے کہ کوئی بھی ولی ان کے پایہ بلند تک نہ پہنچ سکا۔

قریباً ایک صدی کے لئے اپنے کمالات ظاہری و باطنی سے لوگوں کو مستفید کر کے اور عالم اسلام میں روحانیت اور رجوع الی اللہ کا عالمگیر ذوق پیدا کر کے ۵۶۱ھ میں اکیانوے سال کی عمر میں آپ اپنے محبوب خدائے ذوالجلال سے جا ملے۔ آپ کو اپنی وصال کا حال معلوم تھا۔ اور اس کا اظہار اپنے فرزندوں، گھر والوں اور احباب سے بھی کیا تھا۔ آخری وقت میں ملائکہ اور ارواح انبیاء و اولیاء کا ہجوم آپ کے گرد تھا۔ نزع کی حالت سے کچھ وقت پہلے فرمایا کہ نہ تو میں فرشتہ کی پروا کرتا ہوں اور نہ ملک الموت کی۔ اے ملک الموت ہٹ جا۔ میرا جان لیوا کوئی اور ہے وہی میری روح کے قبض کرنے کا کفیل ہے۔ وصال سے پیشتر عشاء کے وقت تازہ غسل کیا نماز ادا کی دیر تک سر بسجود رہے۔ پھر اپنے اہل و عیال، عقیدتمندوں اور اہل اسلام کے لئے دعا مانگی، جب سر اٹھایا تو غیب سے ندا آئی:۔

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ دوشنبہ کے روز گیارہ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو حضرت عزرائیل نے ایک عربی جوان کی شکل میں حاضر ہو کر آپ کو ایک مکتوب دیا۔ لکھا تھا "اھل ھذا المکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقۃ الموت" یہ خط محبت کرنے والے عاشق کی طرف سے محبوب کو بھیجا جا رہا ہے۔ ہر انسان کو موت کا مزہ چکھنا لازمی ہے آخری الفاظ یہی تھے کہ میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں اس کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ موسیٰ کے

بیان کے مطابق تین بار اللہ اللہ کہا اور روح مبارک جسد عنصری سے نکل کر اوج علیین کی طرف پرواز کر گئی۔

تاریخ اس قطعہ سے ظاہر ہے:۔

غوث الاعظم کریم محی الدین — ہمہ لطف و کرامتے دیدم
پانصد شفت و یک ز ہجرت بود — کز وفاتش علامتے دیدم
سال تاریخ فوت آنحضرت — اے معالی قیامتے دیدم
سنینش کامل و عاشق تولد — وفاتش جوز معشوق الٰہی

۹۱ ۴۷۰ ۵۶۱

اولیاء اللہ الکرام سے استعداد کرنے اور اعانت و حمایت حاصل کرنا جائز ثابت کرنے۔ ان کی عظمت اور ان کے ارواح مقدسہ سے فیوض دینی و دنیوی کے حصول پر روشنی ڈالنے اور سہری و مولائی حضرت غوث الاعظم رضؓ کی بابرکت سوانح حیات بالکل مجمل طور سے لکھنے اور بیان کرنے کے بعد ضروری تصور کرتا ہوں کہ مختصر طور پر معترضین بیعت و خلافت کی آگاہی کے لئے چند سطور معرض تحریر میں لاؤں۔ معترضین حضرات سن لیجئے کہ استاد کے بغیر کسی دائرے اور کسی شعبہ میں کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں کون سے احکام اور ہدایات نہیں ہیں۔ لیکن اس کے پڑھانے، سمجھانے، تفسیر کرنے اور پھر اس پر عمل کرانے کے لیے ایک کامل استاد کی ضرورت تھی۔ اور وہ استاد و معلّم اللہ تعالےٰ نے ہمیں آقائے دوجہاں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں عطا فرمایا۔ جنہوں نے اپنے کمالِ تعلیم سے بادیہ نشینانِ عرب کو مسند نشیناں سلطنت اور آقائے آفاق بنایا۔ اور ان کی شان میں خود باری تعالیٰ نے یتلوا علیھم آیاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب وَ الحکمۃ کے الفاظ استعمال کئے۔ یعنی اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر اُمی

ہیں اور پڑھے لکھے نہیں ہیں لیکن نہ صرف تمہارے سامنے اللہ کی آیات پڑھتے اور تم کو سناتے ہیں۔ بلکہ تمہیں علوم قرآن کی تعلیم دیتے ہیں اور تمہارا تزکیہ باطن اور تصفیہ قلب کرتے ہیں۔ علماء ربانی نے یزکیھم سے تعلیم باطنی مراد لیا ہے۔ آپ نے خواص اور اکابر صحابہ کو باطنی روحانی تعلیم سے مالامال کر دیا صحابہ کبار کی ایک خاصی جماعت ایسی تھی جنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی تعلیم و تربیت حاصل کی تھی خلفاء اربعہ کے علاوہ حضرات عبداللہ ابن عمر۔ عبداللہ ابن مسعود۔ عبداللہ ابن عباس عبدالرحمن ابن عوف۔ بلال۔ حضرت ابوہریرہ۔ خبیب صہیب اور اکثر اصحاب صفہ وغیرہ بزرگ تھے جن کا رتبہ روحانی عروج میں بہت بلند تھا یہ سب حضرات ابدالیت کے منصب پر فائز تھے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی تعلیم طریقت وحقیقت حاصل کی۔ علم الیقین سے عین الیقین اور حق الیقین کے مدارج طے کئے۔ حافظ شیرازیؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

ستارۂ بدرخشید و ماہ مجلس شد ۔۔۔ دل رمیدۂ مارا انیس و مونس شد
نگار من کہ بہ مکتب نرفت و خط ننوشت ۔۔۔ بمسئلہ سبق آموز صد مہندس شد

اور سعدیؒ فرماتے ہیں

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست ۔۔۔ کتب خانۂ چند ملت بشست

یہ سب حضرات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے کیونکہ فرمان نبوی ہے۔ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم اور من احیاء سنتی فھو خلیفتی وخلیفۃ الانبیاء من قبلی اور من اطاع خلیفتی فقد اطاعنی ومن عصی خلیفتی فقد عصانی اور قال رسول اللہ صلعم اللھم ارحم خلفائی من بعدی قالوا وما خلفاءک یارسول اللہ صلعم قال قوم یاءتون من بعدی

یطلبون احادیثی و سنتی ویعلمونہا الناس وغیرہ (میرے ساتھی ستار جیسے ہیں جس کسی کی ان میں سے تم متابعت کرو راہ راست پاؤ گے۔ اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا وہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا خلیفہ ہے اور جس نے میرے خلیفہ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے خلیفہ کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے خدا میرے بعد آنے والے میرے خلیفوں پر رحم کر صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلیفے کون ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ایک جماعت آئے گی جو میری حدیثوں اور سنتوں کو تلاش کرے گی اور حاصل کر کے لوگوں کو سکھلائے گی۔ ذرا غور کیجیئے کہ قرآن و حدیث کے مطابق خلافت ایک ضروری امر ہے اور اِنّی جاعلٌ فی الارضِ خلیفہ کے رو سے خلافت الٰہی بذریعہ مرشدان کامل اور اولیاء عظام جاری رہے گی۔ ہر کہ شک آرد منکر قرآن حدیث ہو کر خارج از اسلام ہوگا۔

بیعت کا ثبوت قرآن کریم اور احادیث نبوی میں یوں ملتا ہے کہ اطیعو اللہ وَ اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس امر کی جو تم میں سے ہو۔ اولی الامر سے مراد اولیاء اللہ جو نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے ہیں اور مرشد ان کامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے نائبین اور خلفا کی اطاعت فرض کر دی کیونکہ عوام الناس کا فائدہ علماء صلحاء اور اولیا کی اطاعت میں ہی زیادہ ہے وہ نیکیوں کی طرف رہبری کرتے ہوئے برائیوں سے روک کر الامرون بالمعروف و الناھون عن المنکر کا فرض انجام دیتے ہیں۔ احادیث سے یہ بات صاف اور واضح ہے کہ بیعت مسنون ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد رضی اللہ عن

المومنین از یبایعونک تحت الشجرۃ (سورہ فتح) تحقیق اللہ راضی ہوا ان مومنوں سے جو اس درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرنے لگے۔ پھر معلوم کر لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پھر اتارا ان پر اطمینان اور سکون قلب اور نزدیک میں ان کو ایک فتح بطور انعام دی اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں جو ایک ببول کے درخت کے نیچے جہاد کے لئے لی گئی تھی۔

قال اللہ تعالیٰ اِنّ الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق اید یھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ و من اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجراً عظیما جو لوگ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہیں وہ بے شک اللہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر بعد بیعت ہونے کے جو شخص عہد توڑے گا جس پر بیعت میں اللہ سے عہد باندھا ہے تو عنقریب اللہ اس کو بڑا اجر دے گا۔

عن عبد اللہ ابن عمرؓ مَن مات ولیس فی عنقہ بیعۃٌ مات میتۃ جاھلیۃ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر گیا اور اس نے بیعت نہ کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

عن عوف ابن مالک اشجعیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ صلعم الا یبایعون رسول اللہ صلعم فقالوا علیٰ ما یبایعک فقال ان تعبدوا اللہ و لا تشرکوا بہ شیئاً و صلوا صلوات الخمس و تطیعوا و لا تسئالوا الناس شیئاً۔

عوف ابن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے اس نے کہا کہ فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرو گے
تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس بات پر بیعت کریں آپ
نے فرمایا کہ ان باتوں پر کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس اعبادت میں کسی کو
شریک نہ ٹہراؤ گے اور پانچ وقتوں کی نماز ادا کرو گے ، اطاعت امیر کرو گے
اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو گے ۔

روی عن علی رضؓ بایعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والبنی رداءمن
رائسہ فقلتُ ماھذا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذا
صلۃ بینی و بینک یا علی لیکون ھذہ سنۃ
الفقراء من اھل الطریقۃ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صل اللہ
علیہ وسلم نے مجھے اپنے دست حق پرست پر بیعت کرایا اور اپنے سر مبارک
سے مجھے ایک ردا پہنایا ۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم یہ
کیا ہے ۔ فرمایا کہ اے علی یہی مجھ میں اور تجھ میں ایک رشتہ ہے تاکہ اہل طریقت
میں سے فقراء کا یہی دستور رہے ۔

عن عبادۃ ابن الصامت رضؓ قال بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ابایعکم ان لا تشرکوا باللہ شیئا و لا تسرقوا و لا
تقتلوا اولادکم و لا تاتو ببھتان لفترونہ بین ایدیکم
وارجلکم و لا تعصوا فی معروف فمن وفی منکم فاجرہ
علی اللہ و من اصاب من ذالک شیئا فاخذ یہ فی الدنیا
فھو کفارۃ لہٗ و طھورہ و من سترہ اللہ فذالک الی
اللہ ان شاء عذبہ وان شاء غفرلہٗ ۔

عن عبادۃ ابن الصامت رضؓ قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ

عبادۃ ابن صامت رضؓ سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کی۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو ان شرائط پر بیعت کراتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے چوری نہ کرو گے، بچوں کو مار نہ ڈالو گے! اور نہ ایسی تہمتیں باندھو گے جو تم لوگوں کے سامنے اور پیٹھ پیچھے گڑھ لیتے ہو۔ اور نیکیوں میں نافرمانی نہ کرو گے اس لئے تم میں سے جو کوئی ان شرائط کو پورا کرے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جو کوئی ان میں سے کسی ایک میں مبتلا ہو گیا اور دنیا میں ہی اس کی گرفت اور سزا ہو گئی تو یہ اس کا کفارہ اور پاکیزگی ہوگی اور جس پر اللہ نے دنیا میں پردہ ڈالا اس کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے چاہے اسے عذاب کرے اور چاہے اسے معاف کرے

عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ہم حکم سننے اور اس کی اطاعت، فراخی، تنگدستی، خوشی اور غم کے وقتوں کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

ان آیات بینات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ بیعت کس قدر ضروری ہے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح بھی بیعت کے سنت ہونے کے قائل ہیں ایک قول کے مطابق من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان جس کا کوئی مرشد نہ ہو اس کا راہبر شیطان ہے۔ اسی طرح من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیہ جو مرا اور اس نے اپنے زمانے کے پیشوا کو پہچان کر اس کے ساتھ صحبت نہ کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا یہ بھی تو حدیث نبوی ہے۔

حضرت شیخ حسن بصری، حضرت بایزید بسطامی، شیخ حبیب اعجمی، شیخ داؤد عطائی، شیخ معروف کرخی، شیخ سری سقطی، شیخ جنید بغدادی، شیخ ذوالنون مصری شیخ ابراہیم ادہم جیسی بزرگ ہستیوں نے اپنے مرشدوں کے ہاتھ پر بیعت کی اور دوسروں سے بیعت لی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئمہ کبار اولیاء اور صالحین کا یہی دستور رہا۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ خواہ اس کو کور باطن پسند کرے یا نہیں۔

کیونکہ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مرشد روحانی باپ ہے۔ ضروری ہے کہ مرشد کے بارے میں کہ وہ کیسا ہونا چاہیئے کچھ کہوں :-

مرشد کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم تفسیر، حدیث اور فقہ میں کافی دسترس رکھتا ہو تاکہ مریدوں کی رہبری صحیح طور پر کر سکے۔ مشائخین کرام نے فرمایا ہے کہ وعظ و تلقین وہی کر سکتا ہے جو علوم قرآن و حدیث میں ماہر ہو۔

حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو علوم شریعت کا ماہر اور اصطلاحات تصوف سے واقف ہو۔ وہ مقتدا بن جانے کے قابل ہے۔ اس کے بغیر وہ مقتدا نہیں بن سکتا (قلائد الجواہر)

چودہ سلاسل کے جتنے پیشوا گذرے ہیں وہ سب علم تفسیر، حدیث اور فقہ میں دستگاہ رکھتے تھے۔ مرشد شریعت کا پابند ہو۔ متقی ہو گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے اور گناہ صغیرہ پر ڈٹا نہ جائے۔ طریقت معرفت اور حقیقت کے مقامات پر پہنچنے کے لئے شریعت کی پابندی ضروری ہے۔ مرشد مریدوں کو شریعت کا پابند بنائے اس کی غرض ان کو جنت کا راستہ دکھانا اور دوزخ کی آگ سے بچانا ہو۔ مرشد کا قول و فعل اور ظاہر و باطن یکساں ہو، جو زبان سے کہے اس پر عامل بھی ہو، مرشد صورت و سیرت کے لحاظ سے بہترین صفات کا حامل ہونے کے علاوہ باوقار اور باہیبت ہو۔

مریدوں کیلئے ہدایات

مرشد کامل کی تلاش کرو اور فوراً اس سے بیعت ہو جاؤ تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ بیعت کے وقت جو عہد کرو اس پر پابند رہو وہ عہد مرشد کے ساتھ نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرنا ہوتا ہے جو کام کرو اس میں اللہ کی رضامندی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مدنظر رکھو۔ دنیا کو حقیر جانو۔ شریعت کے پابند رہو۔ اپنے مرشد کی سب سے زیادہ عزت کرو۔ کیونکہ وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور خلیفہ ہے مرشد کی جتنی ہو سکے خدمت کرو اور اس خدمت کو اپنے لئے باعث برکت و نجات سمجھو۔ مرشد کے احکام کی تعمیل اپنے لئے سعادت دارین جانو۔ مرشد کی صحبت کو غنیمت سمجھو جتنا بھی وقت مرشد کے ساتھ یا اس کی خدمت میں گزار سکو گذار لو۔ مرشد کا نام احترام و عزت کے ساتھ زبان پر لایا کرو اپنے تمام راز مرشد سے بیان کرو اور مرشد کے جو راز تمہیں معلوم ہو جائیں ان کو چھپائے رکھو۔ جب تک تم مرشد کو اپنے سارے حالات بیان نہ کرو تب تک تمہاری اصلاح نہیں ہو سکتی۔ مرشد کے ایسے حالات لوگوں سے بیان کرو جو سننے والوں کے لئے رہبری کا کام دیں ایسے واقعات نہ کہو جن سے سامعین کو بدگمانی ہو۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ مرشد اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ہے۔

مرید کو اکثر مرشد کا خیال رہے اسی کو یاد کیا کرے، اس کا تصور کرے، مرشد کو اپنا محبوب بنائے، جنت میں اس کے ساتھ مبعوث ہوگا کیونکہ المرء مع من احب اور یحشر المرء علی دین خلیلہ فلینظر احد کم

من یخالل (آدمی اسی کے ساتھ ہے جو اس کا محبوب ہے اور آدمی کو قیامت کے دن اپنے دوست کے دین پر اُٹھایا جائے گا پس تم میں سے ہر ایک دیکھو کہ تمہارا دوست کون ہے) جھوٹے اور باطل پیروں سے دور بھاگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آپ اپنی اولاد۔ اپنے سب رشتہ داروں اور ساری دنیا سے عزیز رکھو۔ اسی سے تمہارا ایمان مکمل ہوگا۔ مرشد کی صحبت میں رہنا طالب حق کے لئے ضروری ہے

مرشدوں اور مریدوں کے درمیان روحانی تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے مریدوں کی تکالیف کا اثر فوراً مرشد پر پڑتا ہے اور مرشد اللہ کی بارگاہ میں اپنے خاص اوقات میں مریدوں کے لئے دعا کرتا ہے۔

اس مختصر رسالہ کی تدوین و تالیف کی غرض و غایت نہ خود نمائی اور نہ خودستائی اور اظہار زندگی ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اولیاء اللہ الکرام کی شان کو اجاگر کیا جائے، ان سے استمداد و استعانت کے جواز پر دلائل پیش کئے جائیں، ان کی حیات طیبہ سے ہدایت حاصل کی جائے اور ان کے فرائض اور طالبوں کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جائے۔ حیات بعد الممات کی وضاحت کی جائے، خلافت و بیعت کے اہم مسائل کو واضح کیا جائے، فقیر ان امورات میں کہاں تک کامیاب ہوا وہ قارئین کرام راہ حق کے طالبوں کی بصیرت پر چھوڑتا ہوں۔ اور ختم کرتا ہوں۔

وباللہ التوفیق

الوقف للہ الکریم

المرحوم اسمٰعیل حسام الدین پالیکر غفرلہٗ

مریم بائی اسمٰعیل پالیکر
حاجی عبدالقادر اسمٰعیل پالیکر
حاجی عبدالکریم اسمٰعیل پالیکر
عبداللہ اسمٰعیل پالیکر
} طال عمرہٗ

ناظرین کتاب ھٰذا سے التماس یہ ہے کہ اس کتاب سے فائدہ اٹھا کر جن کے نام پر یہ کتاب وقف کی گئی ہے اُن کے عمر درازی صحت وسلامتی خوش حالی ایمان کامل نصیب ہونے کے لئے لوجہ اللہ دعائے خیر فرماویں۔

پرنٹر پبلشر عبدالعزیز عبدالرحمٰن منیار نے سلطانی فائن آرٹ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس بھنڈی بازار بمبئی ۳ میں چھپوا کر محفل فاروقی اعظم ۳۶ - ۳۸ گھوگھاری محلہ بمبئی ۳ سے شائع کیا۔

ASL-208

سرزمین دکن میں اسلام کی ترویج و اشاعت میں صوفیائے کرام کا حصہ۔

ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی

انجمن تحفظ ناموس صحابہ ۱۳ مسجد قریشی محی پورہ گلبرگہ

1985 AD - 16 Pages.

ASL-209

انوار الاخیار

خواجہ پیر سید نورالدین صاحب گیلانی

ادارہ سلسلہ عالیہ قادریہ منتخب التحریر تلمیع (39 Pages)

ASL-208

برصغیر میں اسلام کی توسیع و اشاعت میں صوفیائے کرام
کا حصہ۔ ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی
انجمن تحفظ ناموس صحابہ، مسجد قریشی محمدی پورہ گلبرگہ
1985 AD - 16 Pages.

ASL-209

انوار الاخبار
خواجہ پیر دستگیر نورالدین صاحب گیلانی
ادارہ سلسلۂ عالیہ قادریہ مقبولیہ التحریہ تبلیغی (59 Pages)

ASL-208

سرزمین جنوب میں اسلام کی ترویج و اشاعت میں صوفیائے کرام کا حصہ۔
ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی
انجمن تحفظ ناموس صحابہ، مسجد قریشی محمدی پورہ گلبرگہ
1985 AD - 16 Pages.

ASL-209

انوار الاخبار
خواب حضرت سید نورالدین صاحب گیلانی
ادارہ سلسلہ عالیہ قادریہ مجتبائیہ القادریہ تبلیغ (39 Pages)

ASL-208	سرحد میں اسلام کی توسیع و اشاعت میں صوفیائے کرام کا حصہ۔ ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی انجمن تحفظ ناموس صحابہ ؓ مسجد قریشی محلہ پورہ گلبرگہ 1985 AD - 16 Pages.
ASL-209	انوار الاخبار خواجہ پیر سید نور الدین صاحب گیلانی رح ادارہ سلسلہ عالیہ قادریہ مصطفیٰ ٹنہ التحریہ تبلیغی (59 Pages)